گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات

تالیف : امام شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیم الجوزی

ترجمہ : ابو یحیٰ محمد زکریا زاھد

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی نشانیاں

اور

ان کے نقصانات

دارالابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب وسنّت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب .... گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات

مصنّف .... امام ابن قیم الجوزیہؒ

مترجم .... ابو یحیٰی محمد زکریا زاہد

اعداد واضافہ .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اوّل .... جولائی 2002ء

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... ۴۰ روپے

دارُالابلاغ کی جملہ کتب پاکستان بھر میں جماعت الدعوۃ کے مراکزِ کتب، دارالسلام کے شورومز اور سلفی کتب خانوں سے طلب فرمائیں۔ نیز

لاہور: مکتبہ قدوسیہ، نعمانی کتب خانہ، اسلامی اکیڈمی، فیض اللہ اکیڈمی، مکتبہ سلفیہ اُردو بازار لاہور۔ فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ، دارلارقم، بھوانہ بازار فیصل آباد۔ پشاور: معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور۔ کراچی: مکتبہ نورِ حرم گلشن اقبال، دی بک ڈسٹری بیوٹرز خداداد کالونی کراچی۔ راولپنڈی: تجلیات طیبہ کشمیری بازار۔ اسلام آباد المسعود اسلامک بکس .... سے بھی طلب فرمائیں۔

ناشر:- دارُالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان

گناہوں کی نشانیاں

اور ان کے نقصانات

تالیف: امام شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیم الجوزی

ترجمہ: ابو یحیٰ محمد زکریا زاھد

DARULIBLAGH

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاھور پاکستان

فہرست

گناہوں کی نشانیاں

گناہوں کے نقصانات

حرف آغاز

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ○ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○ ﴾

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

”بے شک سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے ہم معافی کے طلب گار ہیں۔ اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ سیدھی راہ کی ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا

نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔

اے ایمان والو! اللہ سے ٹھیک اس طرح ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت اس حالت میں آنی چاہیئے کہ تم اللہ کے مطیع و فرمان بردار بندے ہو۔ لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک شخص (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حوا علیہا السلام) کو پیدا فرمایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت کے ساتھ مرد و زن پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے اور جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کے لیے ذریعہ بناتے ہو اس اللہ سے ڈرو۔ قطع مودت سے بچو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔ وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا بالتحقیق وہ بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

اما بعد: بلاشبہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کی (فراہم کردہ) ہدایت ہے۔ دین و دنیا کے تمام کاموں میں سے بدترین کام دین اسلام میں نئی نئی باتوں کو شامل کرنا ہے۔ (انہی کا نام بدعات ہے) اور دین میں داخل کی گئی ہر نئی بات بدعت ہے جب کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی انجام کار جہنم میں لے جائے گی۔"

یہ ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے۔ جو معاصی کے مضرات و نقصانات اور ان کے خطرات سے آپ کو آگاہ کرے گا۔ اسے ہم نے عالم ربانی شیخ الاسلام الثانی امام ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ کی عظیم القدر' کثیر نفع والی کتاب "اَلْجَوَابُ الْكَافِيْ لِمَنْ سَأَلَ عَنِ الدَّوَاءِ الشَّافِيْ"

سے چن کر نکالا ہے۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ دل کی بیماریوں پر نظر رکھنے والے اور نفوس کے امراض کی نشان دہی کرنے والے تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں جو باتیں اس کتاب کے اندر لکھی تھیں وہ گویا آج ہمارے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو بیان کرتی ہیں۔ اس زمانے میں بھی کثرت کے ساتھ گناہوں اور فتنوں کا پھیلنا اس قدر عام ہو گیا کہ ان کی مصیبت اور خوف سے دل دہل دہل جاتے تھے اور آج بھی یہی عالم ہے۔ (واللہ المستعان)

یہ کتابچہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے ایک نایاب نصیحت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اور اس عظیم عالم کی طرف سے لکھا گیا ہے جو اپنے مسلمان بھائیوں پر اخلاص کے ساتھ گناہوں کے مضرات اور ان کے بہت بڑے خطرات پر خائف ہے۔ حقیقت ہے کہ یہ کتابچہ ہم پر فکر و فہم اور تدبر کا حق رکھتا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیئے کہ ان دنوں امت اسلامیہ میں ہم جو تفرقہ بندی' ایک دوسرے سے دوری اور حسد دیکھ رہے ہیں یہ سارا کچھ ہمارے گناہوں اور اللہ ذوالجلال کے اس فرمان کی بنا پر ہو رہا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْعَنْ كَثِيْرٍ ﴾

(الشوری: ۴۲/۳۰)

"اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے اپنے فعلوں (گناہوں) کی وجہ سے ہے اور وہ (اللہ) بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔"

قارئین ...... اگر ہم اس آیت پر کما حقہ غور و فکر کریں تو ہم اپنے دین حنیف کی طرف واپس پلٹ سکتے ہیں اور ہماری گم شدہ عزت ہمیں دوبارہ مل سکتی ہے۔ ہم اپنی قوی امید کو اور مطلوب وقار کو بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ تب ہم وہ امت بن جائیں گے جو خیر الامم کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ امت خیر اور بھلائی کا حکم دیتی ہے جبکہ برائیوں سے منع کرتی ہے۔

جناب محترم قارئین ! اس کتابچے کو پڑھنے کے بعد ہم سب پر لازم ہے کہ گہری نظر کے ساتھ اس کے مضامین پر غور و فکر کریں۔ اور اس کا بار بار مطالعہ کریں۔ شاید کہ

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی سختی کو دور فرمائے اور ہمیں سیدھی راہ پر چلا دے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس رسالے میں میرا کام صرف اتنا ہے کہ میں نے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی تخریج کر دی ہے اور مضامین کے مطابق فہرست بنا دی ہے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ اپنے دین کو غالب کر دے اور باطل کو ذلیل و خوار کرتے ہوئے اسے مغلوب کر دے۔ وہ اس بات پر قادر ہے اور دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے کے لائق ہے۔ صلی اللّٰہ علٰی نبینا محمد و علٰی آلِہٖ و صحبہ و سلم

عبدالرحمٰن بن یوسف ابوودا عہ الآثری

مدینہ منورہ۔ سعودی عرب

بعد ظہر بروز منگل ۴/ ربیع الاول / ۱۴۱۳ھ

گناہوں کا دروازہ

اس کتابچے کے لیے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر جس بات کو لازماً دروازے کا کام دینا چاہیئے وہ ہے معاصی کی بنیاد پر پوری امت اسلامیہ کی شامت کا مسئلہ۔ اس 'مسئلے کو خیر و شر کی پرکھ رکھنے والے امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شیریں بیان کتاب "الفوائد" میں کھول کر بیان کیا ہے۔ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیع علم' گہرے تجربے اور دین کے بہت زیادہ فہم سے ضرور سیراب ہوں گے۔ (ان شاء اللہ)

امام صاحب فرماتے ہیں: "مسلمانوں نے جب اپنے فیصلوں کو قرآن و سنت پر پیش کرنے اور ان کے احکام کو قبول کرنے سے منہ موڑ لیا' ان دونوں کو اس ضمن میں کافی نہ سمجھنے کا اعتقاد کر لیا اور ان کی جگہ مختلف لوگوں کے قیل و اقوال کا سہارا لینے لگے تو ان کی فطرتوں' طبیعتوں میں اس سے فساد پیدا ہو گیا' ان کے دلوں میں اندھیرا چھا گیا' ان کی سمجھ' سوچ میں گدلا پن آگیا اور ان کی عقلوں کا مارے جانا ان پر (شیطان کی طرف سے) پیش کر دیا گیا۔ (جسے ان بد نصیبوں نے کھلے دل سے قبول کر لیا اور وہ دین سے دور ہٹتے چلے گئے۔)

یہ تمام معاملات لوگوں میں عام ہو کر ان پر غالب آ گئے۔ یہاں تک کہ اس میں چھوٹوں کی تربیت اور بڑوں میں پختگی آ گئی حتی کہ وہ اسے برائی ہی نہ جاننے لگے۔ پھر ایک اور حکومت آئی کہ جس نے لوگوں میں سنن کی جگہ بدعات کھڑی کر دیں۔ عقل کے مقام پر نفس کو' رشد کے مقام پر نفسانی خواہش کو' ہدایت کے مقام پر گمراہی کو' سچائی کے مقام پر جھوٹ کو' نصیحت کے مقام پر نرمی کی پالیسی کو اور عدل و انصاف کے مقام پر

ظلم کو قائم کر دیا۔ اس دورِ حکومت میں ان امورِ بالا مذکور کا غلبہ ہو گیا۔ اور اس دور کے رہنے والے ان برائیوں کے مرتکبین کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ اس سے پہلے معاملہ الٹ تھا' لوگ نیکیوں اور اچھائیوں کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔

جب آپ ان برے اعمال اور صریح برائیوں کی چہار جانب حکومت دیکھیں۔ ان غلط کاریوں کے جھنڈے گڑے ہوئے اور ان کے لشکر نیکیوں کے مقابلے میں تیار دیکھ لیں تو پھر اللہ کی قسم! زمین کا پیٹ اس کی پشت سے' پہاڑوں کی چوٹیاں میدانوں سے اور تنہائیوں سے انس و اختلاط' لوگوں کے میل ملاپ سے بدرجہا بہتر اور زیادہ محفوظ ہوتی ہیں۔ (پھر انہیں اختیار کر لو اور فتنوں سے بچ جاؤ) بد قماشوں کے ظلم سے خشکی اور تری میں ہر جانب فساد پھیل گیا ہے .... زمین تھر تھر کانپنے لگی ہے .... اور آسمان پر سیاہ اندھیرا چھا چکا ہے .... برکتیں اٹھ گئی ہیں .... خیر کے کاموں میں کمی واقع ہو گئی ہے .... ظالم لوگوں کی بدکاریوں کی وجہ سے زندگی مکدر ہو چکی ہے .... اور جانور دبلے' کمزور ہو چکے ہیں .... (بد اعمالیوں کی وجہ سے قحط سالی جو ہے) قبیح افعال اور اعمالِ خبیثہ پر تو دن کی روشنی اور رات کے اندھیرے نے اب زار و قطار رونا شروع کر دیا ہے .... کراماً کاتبین اور سزاؤں پر مقرر فرشتوں نے برے کاموں' اللہ کی مرضی کے خلاف برے افعال اور فواحش کی کثرت کا اپنے رب کے ہاں شکوہ (مقدمہ دائر) کر دیا ہے۔

ان ساری باتوں کے پیش نظر' اللہ تعالیٰ تمہیں اس عذاب کے طوفان سے ڈرا رہا ہے کہ جس کی گھٹائیں چھا چکی ہیں۔ (اور تیز آندھیاں چلنے لگی ہیں) وہ تمہیں اس اندھیری رات کی تباہ کاریوں سے خبردار کر رہا ہے کہ جس کے اندھیروں نے چہار جانب کو ڈھانپ لیا ہے۔ لوگو! .... خالص توبہ کے ذریعے اس تیز بہاؤ والے طوفان کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ کہ توبہ کے دروازے تو ہر وقت کھلے ہوئے ہیں۔ مگر کیفیت یہ ہے کہ تم گویا اس دروازے پر کھڑے ہو جو بند ہوا چاہتا ہے۔ پھر نہ گروی رکھے جا سکو گے اور نہ بازو پھیلا سکو گے۔ وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ:

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ ﴾ (الشعراء: ۲۲۷/)

"عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔"

(ذرا اندازہ تو کیجئے! یہ باتیں اور مسلمانوں کے حالات کی منظر کشی آج سے سات صدیاں پہلے کی ہے کہ جب دینداری اور خشیت الٰہی کی کیفیت ہماری نسبت اہل ایمان میں بہت زیادہ تھی۔ ہمارا کیا بنے گا؟ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم۔ بھائیو! .... ہمیں تو ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ اپنے رب کی طرف متوجہ اور اپنے گناہوں سے تائب ہو جانا چاہیئے۔)

مقدمہ

انسان گناہ کیوں کرتا ہے؟

جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قبرص فتح ہوا' اور وہاں کے باشندوں میں افراتفری اور کہرام مچ گیا تو وہ ایک دوسرے کے آگے رونے دھونے اور واویلا کرنے لگے' اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں' میں نے عرض کیا: "ابودرداء! کیا آج رونے کا دن ہے؟ جب کہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو (جہاد کے ذریعہ) عزت اور اکرام سے نواز اور ان پر اپنا فضل و کرم کیا ہے۔" ابودرداء نے جواب دیا: "جبیر! تمہارا برا ہو' تم نے نہیں دیکھا کہ کوئی مخلوق جب احکامِ الٰہی کو توڑ دیتی ہے' تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی کیا عزت رہ جاتی ہے' بھلا سوچو کہ کیا ان لوگوں کو شان و شوکت حاصل نہیں تھی' کیا ان کا اپنا کوئی بادشاہ نہیں تھا؟ لیکن جب انہوں نے احکامِ الٰہی کی نافرمانی کی اور ان کو ٹھکرا دیا' تو ان کی کیا درگت بنی' تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو......!"

ہاں! یہی وہ چیز ہے جس نے قوموں کو بلندیوں سے پستیوں میں پھینک دیا۔ اس اللہ کی نافرمانی نے محبتوں کو کاٹ کر نفرتوں کو بو دیا۔ اسی وجہ سے بڑی بڑی قوموں پر عذاب آئے' اسی چیز کو گناہ کہا جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کی تعریف کی ہے:

((وَ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَ الْإِثْمِ' فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَ الْإِثْمُ مَاحَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَ كَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))

"نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہو جائیں۔"

آج معاشرے کی صورت حال اس سے کہیں ابتر ہو چکی ہے۔ لوگ سرِعام گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن ان کو ذرا بھی اس پر ملامت نہیں ہوتی۔ ان کے دل میں کوئی پریشانی کے اثرات نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس اس پر خوشی اور فخر محسوس کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس بات سے ڈرتے ہیں کہ لوگوں میں یہ بات عام ہو' بلکہ بڑی مسرت کے ساتھ اس کا تذکرہ دوسروں سے کیا جاتا ہے اور گناہ کے کام کرنے میں مقابلے ہوتے ہیں۔ دیکھ لیں آج ہمارے اس معاشرے میں کیا سکولوں' کالجوں اور گلی محلوں میں گانوں کے مقابلے منعقد نہیں ہوتے ......؟ جوا ہمارے ہاں عام نہیں ......؟ فیشن شو کے نام پر فحاشی و عریانی کے مقابلے نہیں ہوتے ......؟ ادب کے نام پر گندی شاعری کے مشاعرے منعقد نہیں ہوتے ......؟ مزاح کے نام پر فحاشی کی مجلسیں نہیں جمتیں ......؟ اسی طرح ملبوسات کی نمائش کے نام پر فیشن شو گناہوں کے بازار نہیں بن چکے ہیں۔ اور یہ رجحان مقابلہ بازی میں دن بدن بڑھتا نہیں جا رہا ہے ......؟ اور اب تو یہ فیشن شو سے آگے بڑھ کر مقابلہ حسن تک نہیں پہنچ چکا ہے ......؟ جھوٹ بولنے کے مقابلے سٹیج نہیں کیے جاتے ......؟

بلکہ صورت حال اس قدر سنگین ہو چکی ہے کہ جو نیکی کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اس کو مولوی' دقیانوس' انتہا پسند اور دہشت گرد جیسے القابات سے نوازا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس کو کسی نہ کسی طریقے سے Degrade کیا جائے۔ جب گناہ عام ہو جائیں ان کو حکومتی سرپرستی حاصل ہو اور نیکی کو دبانے کی کوشش کی جائے تو پھر سمجھ لیں معاشرہ تباہی کے کنارے پر کھڑا ہے۔ ذلت اور رسوائی اس کا مقدر بن چکی ہے۔

گناہ کے تین عام محرکات دنیا میں اچھائی اور برائی کی قوتیں بیک وقت مصروف

عمل ہیں اگرچہ ہر بشر یہ جانتا ہے کہ برائی کا ارتکاب اس کے لیے نقصان کا باعث بنے گا' اس کی ناکامی نامرادی' بدنامی' اور بری شہرت کا باعث بنے گا اور نیکی اس کی نیک نامی کامیابی' عزت' شہرت اور دونوں جہاں میں فائدہ کا باعث بنے گی........ لیکن کیا وجہ ہے کہ عام طور پر انسان یہ سب کچھ جانتے بوجھتے پھر بھی برائی اور گناہ کا ہی ارتکاب کرتا ہے؟ .... جب وہ کوئی کام کرنے لگتا ہے تو اس کے اچھے اور برے پہلو دونوں اس کے سامنے ہوتے ہیں' وہ ان کی برائی مضرت اور قباحت کو سمجھ بھی رہا ہوتا ہے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو اس کے ہاتھ' اس کے پاؤں' اس کی زبان' اس کی آنکھ' اس کے کان........ سب کے سب برائی کے ارتکاب کی طرف لپک پڑتے ہیں' اس وقت انسان تھوڑی دیر کے لیے رک کر سوچنا گوارا نہیں کرتا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟........ اگر کبھی چند لمحات کے لیے ایسی سوچ آ بھی جائے تو اس کو فوری جھٹک دیتا ہے۔ عام طور پر گناہ کے تین محرکات شمار کیے جاتے ہیں۔

1. عورت
2. مال و دولت
3. زمین

گناہوں کا پہلا سبب

انسانوں کے گناہ کا ارتکاب کرنے میں عورت ایک بنیادی محرک ہے کہ جس کے حصول کے لیے آدمی بہت بڑے بڑے گناہ کرتا ہے حتی کہ کبھی تو نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ ورنہ اخلاقی بیماریاں تو سب سے اولین سٹیج ہے۔ عورت کے فتنے کے متعلق ہی نشاندہی کرتے ہوئے رسول اللہ نے فرمایا کہ میں دنیا سے جانے کے بعد اپنی امت کے مردوں کے لیے سب سے نقصان دہ فتنہ عورتوں کا فتنہ دیکھ رہا ہوں۔

عورت کے حصول کے لیے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں۔ کسی نہ کسی طرح پسندیدہ عورت کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ہر ایک کے لیے وہی ہے کہ جس کی اس نے نیت

کی۔ پس جس نے ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لیے ہو گی اور جس نے دنیا کا کوئی مفاد حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی یا کسی عورت کو حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی تو وہ دنیا کو پا لے گا یا اس عورت سے نکاح کرے گا۔ (صحیح بخاری) مختصراً یہ کہ انسان عورت کے حصول کے لیے بڑے بڑے جرائم کر بیٹھتا ہے۔

گناہوں کا دوسرا عمومی سبب

دوسرا سبب مال و دولت ہے' کہ زیادہ سے زیادہ امیر بننے کے لیے وہ ہر وہ ذریعہ اختیار کرتا ہے کہ جس سے وہ دولت کی دیوی کو اپنے قبضے میں کر سکے۔ اس کے لیے خواہ اسے کسی کا حق غصب کرنا پڑے' کسی کو نقصان پہنچانا پڑے' چوری وڈاکہ کا ارتکاب کرنا پڑے یا کسی کو قتل کرنا پڑے' وہ راتوں رات لکھ پتی اور کروڑ پتی بننے کے لیے ہر وہ گناہ کر گذرتا ہے کہ جو اس کے بس میں ہے۔

تیسرا سبب

تیسرا سبب جو گناہ کے ارتکاب کا ہے اور جس کی طرف انسانی طبیعت لالچ و طمع سے مائل ہوتی ہے' وہ ہے زمین۔ یہ جو پورے ملک کی عدالتیں ہیں' وکلاء کے سلسلے ہیں' جج حضرات کے محکمے ہیں۔ عدالتیں کچہریاں قائم ہیں اور شروع سے لے کر آج تک ایک باقاعدہ نظام چلا آ رہا ہے........ یہ کیا ہے آخر؟........ یہ انسان کی ہوس زمین و زر کے چکروں کا پیدا کردہ نظام ہے۔ یہ محکمے' عدالتیں' وکیل' جج حضرات سب زمینوں کے جھگڑے نمٹاتے نمٹاتے بوڑھے ہو ہو کر مر رہے ہیں' اور ان کی جگہ نئے آ رہے ہیں' اور یہ بھی بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں' اور اسی طرح زمین کے مقدمات لانے والوں کا بھی یہی حال ہے........ اس بنا پر قتل ہو رہے ہیں' کیوں؟ اس لیے کہ انسان ہمیشہ اس لالچ میں رہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ زمین کا مالک ہو' زیادہ سے زیادہ زمین کے قطع پر اس کا حکم چلے' وہ اس کا بلا شرکت غیرے مالک ہو۔ اگر ایک ایکڑ ہے تو ۵۰ ایکڑ مزید اس کو مل جائے تو پھر تو عیش ہو جائے۔ اگر ۱۰۰ ایکڑ ہے تو ہزار ہونی چاہیئے........ یہی طمع ہوس و لالچ وغیرہ اس سے بڑے بڑے جرائم اور گناہ کرواتی ہے۔

انسان چونکہ ان چیزوں کے لیے حریص ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ چیزیں اس کے قبضہ میں آ جائیں تو وہ دنیا کا ٹھاٹھ باٹھ والا صاحب جاہ و حشمت انسان بن جائے۔ اسی بنا پر کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو لالچ دیا کہ اگر وہ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم تمام کی تمام دولت ڈھیروں کی شکل میں ان کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی حسین و جمیل عورت کو چاہتے ہیں تو جس عورت کی طرف آپ اشارہ کریں ہم آپ کے عقد میں دینے کے لیے تیار ہیں۔ اور اگر آپ اس خطہ کی بادشاہت چاہتے ہیں تو ہم ان کو اپنا بادشاہ و سردار تسلیم کر لیتے ہیں........ لیکن شرط کیا ہے؟........ شرط یہ ہے کہ........ وہ ہمارے معبودوں (بتوں) کو کچھ نہ کہیں۔ ان کی تکذیب نہ کریں' یہ نہ کہیں کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں گناہوں کے ارتکاب سے نہ روکیں۔ ہم یہ تمام شرطیں اور مطالبات ماننے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن آقائے دو جہان نے کیا فرمایا؟ کہا سن لو اے کفار! اگر تم میرے دائیں ہاتھ میں چاند اور بائیں ہاتھ میں سورج بھی لا کر رکھ دو تو میں اللہ رب العالمین کی توحید کو بیان کرنے سے کبھی باز نہ آؤں گا۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم یہ لالچ دے کر مجھے توحید کا پیغام نشر کرنے سے روک دو گے۔ یوں یہ آپؐ کا اعلان حق تھا کہ میں برائیوں اور گناہوں کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہوں گا خواہ نتائج کچھ بھی ہوں۔

برائی کے دیگر چند محرکات قرآن کی زبان سے

برائی کے کچھ بنیادی محرکات کی نشاندہی قرآن مجید نے ایک مقام پر یوں کی ہے' فرمایا:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾ (آل عمران : ۳/۱۴)

''عورتوں بیٹوں' سونے اور چاندی کے خزانوں' نشاندار گھوڑوں مویشی اور کھیتی کی (طرف انسانوں کو جو) رغبت (دی گئی ہے اس رغبت) کی محبت کو لوگوں کے لیے مزین کر دیا گیا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کی طرف

دوڑتے ہیں حالانکہ) یہ مال و متاع دنیا کی زندگی کا عارضی اور قلیل، بہت تھوڑا فائدہ ہے اور اللہ کے پاس جو ٹھکانہ ہے وہ بہت اچھا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان خاص نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور ان میں خاص طور پر حسن و دل کشی رکھی ہے۔ کہ ہر انسان ان کی طرف دیوانہ وار لپکتا اور مائل ہوتا ہے۔ اور ان کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اس کوشش میں وہ گناہ و معاصی کا ارتکاب بھی کر بیٹھتا ہے۔ ان چیزوں کی محبت میں اپنے خالق و مالک کے احکامات کو بھی بھول بیٹھتا ہے۔ ایسی نعمتیں کہ جن میں بندہ اپنے خالق کو بھول کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اس آیت میں یوں گنوائی ہیں:

(۱) عورتیں
(۲) بیٹے (نرینہ اولاد)
(۳) سونے چاندی کے خزانے...... (بینک بیلنس)
(۴) نشاندار گھوڑے........ (جدید ترین قیمتی گاڑیاں)
(۵) مال مویشی......... (جانوروں کے ریوڑ، فارم، باڑے)
(۶) کھیتی باڑی

عورتوں کی چاہت، بیٹوں کی رغبت کہ قوت والا بنوں گا، مال دولت، ڈالر، یورو ڈالر بنک بیلنس، سونا چاندی، نقد جنس، غلہ، جدید ترین مہنگی سواریاں، گھوڑے، لیموزین، پجارو مرسڈیز گاڑیاں، ہیلی کاپٹر ذاتی طیارے، مویشیوں کے ریوڑ، زمینوں کی ملکیت، یہ سب کیا ہے........!! مؤمن کا تو یہ مقصود نہیں۔ مؤمن کا مقصود تو صرف آخرت کی کامیابی ہے، وہ تو رب کی رضاء چاہتا ہے، تاکہ رب کو راضی کر کے اس کی حسین و جمیل جنتوں کا مالک بن جائے، دنیا کی شان و شوکت اور دولتیں وغیرہ تو اس کا مقصود ہی نہیں ہیں۔ وہ تو یہاں صرف اس قدر معاشی استحکام کا خواہاں ہوتا ہے جو اس کو دنیا میں باعزت زندگی گذارنے کے لیے معاون ہو اور اللہ کریم کی بندگی کا سلسلہ قائم رکھنے کے لیے

ضروری ہو۔ جس سے اس کے روز و شب آسانی سے گزر سکیں۔ اگر وہ دنیاوی زیب و زیبائش اور لالچوں میں پڑ گیا تو پھر تو وہ گناہوں کا شکار ہو جائے گا' جو کہ ان چیزوں کے ساتھ لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ گناہ اس کو اس کی منزل سے دور کر دیں گے' جو اسے قطعی طور پر گوارا نہیں ہے۔ اس لیے وہ سمجھتا ہے کہ یہ تو دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے' یہ چند روزہ سامان عیش و عشرت ہے' جونہی زندگی ختم ہوئی تو یہ سامان عیش و عشرت یہیں دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ ان میں سے کوئی چیز انسان کے ساتھ نہیں جائے گی۔ اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے لوگو جان لو! دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا زیب و زینت' آپس میں فخر (و مباہات) اور اولاد میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی خواہش ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے۔ پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو وہ زرد ہو جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کون سی چیز چاہیئے (اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت نہ بگاڑو) قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ دنیا کے مال و متاع کی بے ثباتی کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں آخرت کی نعمتوں کو دنیا کی نعمتوں سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی بتا کر ان نعمتوں کے حصول کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾

"اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔"

یعنی آخرت کا گھر اس فانی گھر سے بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ........ وَ خَيْرٌ اَمَلًا ﴾ (الکہف: ۱۸/۴۶)

"اے رسول! مال اور بیٹے دنیا کی زیب و زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور نیک توقعات

کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔"

دنیا کے مال و دولت کی اصل حقیقت

اب ان مال و اسباب کی حقیقت رسول رحمت ﷺ کے فرامین کی روشنی میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ جن کی خاطر آدمی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"آدمی کی حرص کا تو یہ حال ہے کہ اگر اس کے پاس دو جنگل مال و اسباب (یا سونے) کے بھرے ہوئے ہوں تو (وہ اس پر قناعت نہ کرے گا) وہ تیسرا جنگل ڈھونڈے گا (جو مال و اسباب اور سونے سے بھرا ہو) اور آدمی کا پیٹ (جب مرے گا تب ہی) مٹی سے بھرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف صدق دل سے رجوع کرے (دنیا کی حرص چھوڑ دے) (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب ما یتقی من فتنته المال)

سیدنا حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (کچھ روپیہ مانگا) آپ نے عنایت فرما دیا۔ میں نے پھر مانگا آپؐ نے پھر دے دیا' میں نے پھر (تیسری مرتبہ) مانگا آپ نے پھر عنایت فرما دیا۔ پھر فرمانے لگے: "حکیم! یہ دنیا کا مال (ظاہر میں) تو ہرا بھرا شیریں (میٹھا اور خوشنما) ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے گا زیادہ حرص نہ کرے گا اس کو تو برکت ہو گی اور جو کوئی اسی میں نیت لگا کر (حرص اور طمع کے ساتھ) لے گا اس کو برکت نہ ہو گی۔ اس کی مثال اس شخص کی ہو گی جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور یہ بھی سمجھ رکھ کہ اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب قول النبیؐ هذا المال خضرة)

انسان سمجھتا ہے کہ گناہ کر کے' جرم کر کے جو اس نے مال اکٹھا کیا اور پھر الماریاں و تجوریاں بھر لیں' بینک میں محفوظ کر لیا' اب یہ اس کا ہو گیا۔ یہ اس کا حقیقی مال ہے۔ اور دوسرا اگر جائز طریقے سے بھی حاصل کر کے جمع کیے رکھا' بینک بیلنس بنائے رکھا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کا مال تسلیم نہیں کیا بلکہ آپؐ نے فرمایا ہے:

"تم میں سے کون ایسا ہے جس کو اپنے وارث کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو۔" لوگوں نے عرض کیا: ایسا تو کوئی نہیں ہے ہر ایک کو اپنا ہی مال زیادہ پیارا ہے۔[1] آپ نے فرمایا: "پھر تو (یہ سمجھ لو کہ) آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا[2] اور جتنا مال چھوڑ گیا اس کے وارثوں کا ہے۔[3] (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب ما قدم من ماله فهو له)

دنیا میں مال و دولت اکٹھا کرنے والے غور سے سن لیں۔ آپؐ نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا:

"جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی نادار (غریب) ہوں گے۔ البتہ وہ شخص جس کو اللہ نے دولت دی ہو پھر وہ دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے چاروں طرف اس کو لٹائے' (محتاجوں کو دے) اور اپنی دولت کو نیک کام میں خرچ کرے' وہ آخرت میں نادار نہ ہو گا........" (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب المکثرون هم المقلون)

---

[1] یعنی ہر ایک یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مال سے آپ نفع اٹھائے' یہ نہیں کہ مال تو اس کا خرچ ہو اور مزے دوسرے لوگ اڑائیں۔

[2] جو مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں غربا فقرا مساکین یتیموں حاجت مندوں اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ جیسے نیک کاموں میں خرچ کر دیا وہ آخرت میں ذخیرہ ہو گا اور قیامت کے دن جہنم سے بچاؤ کے لیے اللہ کی رحمت سے اس کے کام آئے گا۔ اس لیے حقیقت میں یہی مال اس کی ملکیت ہوا۔

[3] ایک صاحب استطاعت دیہاتی اپنا مال فقیروں میں تقسیم کر رہے تھے' بڑا ہجوم تھا' ان سے کسی نے دریافت کیا کہ بھائی! یہ آپ نے کیا ہڑبونگ مچا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: بھائی میں انتہا کا بخیل ہوں' مال کی محبت میں غرق ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنا سارا مال اپنے ساتھ لے جاؤں' اسی کا بندوبست کر رہا ہوں۔ میں ان لوگوں کی سی سخاوت کہاں سے لاؤں جو عمر بھر کما کر محنت مشقت اٹھا کر اپنا سارا مال دوسروں کو دے جاتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"امیری اور تونگری بہت زیادہ مال و اسباب (دولت) ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ دل کے غنی ہونے سے ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب الغنی غنی النفس)

یعنی حقیقت میں امیر وہ ہے کہ جس کا دل بھی غنی ہو اور وہ دل کھول کر اپنی دولت کو اللہ کے راستے میں جہاد فی سبیل اللہ میں دونوں ہاتھوں سے لٹاتا رہے' نہ یہ کہ وہ جوڑ جوڑ کر جمع کر کر کے رکھتا رہے۔ امیر وہ نہیں کہ جو برائیاں معصیتیں اور گناہ کر کے روپیہ پیسہ اکٹھا کرتا ہے اور پھر اس پیسے کو بھی ایسی جگہوں پر خرچ کرتا ہے کہ جو مزید گناہوں کا موجب ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب رزق کی فراوانی اور مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے تو عام طور پر لوگ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں صرف وہ بچتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو۔ (یوں پتہ چلتا ہے کہ گناہوں کے اسباب میں سے مال و دولت سب سے بڑا سبب ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○ ﴾ (الاعلیٰ: ۱۶/۱۷)

"(لیکن اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔"

اور اس اولاد کہ جس کے لیے انسان کیا کیا جتن کرتا ہے ساری زندگی دھوکہ فراڈ کرتا ہے کہ اس کی اولاد سکھ سے رہ سکے۔ اس اولاد کی بہتری کے لیے وہ طرح طرح کے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی اولاد اور مال و دولت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴾

(الانفال: ۲۸/۸)

"اور خوب جان لو کہ تمہاری یہ اولادیں اور تمہارے یہ اموال تمہارے لیے دنیا میں ایک فتنہ ہیں۔ (اور اس فتنہ کا شکار ہونے سے بچ جانے کی صورت

میں) بے شک اللہ کے پاس بہت بڑا اجر (بدلہ) ہے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ الرحمٰن ہمیں بتا رہا ہے کہ یہ عورتیں' یہ اولاد دیں اور ان پر مان' یہ بیٹے بیٹیاں........ یہ مال و دولت' یہ کار کوٹھیاں........ یہ بنگلے........ فیکٹریاں........ یہ زمینیں........ یہ مختلف اشیاء کی اجناس کہ جن کو فروخت کر کے دولت کمائی جاتی ہے........ بینک بیلنس........ یہ گاڑیاں........ یہ کاریں........ یہ تجارتیں........ یہ سب کے سب وہ سلسلے ہیں کہ جن کی بنا پر انسان لالچ کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر اس کا لالچ بڑھتا ہے اور وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے' ان کے حصول کے لیے' دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ' شان و شوکت' رعب داب' مال و دولت' جھوٹے وقار اور دبدبے کے لیے' اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لیے........ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے........ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب عارضی اور فانی سلسلے ہیں' مؤمن کے لیے آزمائش ہیں۔ یہ سب چکر تو محض ایک کھیل تماشہ ہے۔ ایک دھوکہ ہے........ ایک فتنہ ہے۔ یہ کھیل تماشہ صرف چند دن کا ہے اور پھر اس کے بعد اصل اور حقیقی عیش کا دور ہے' جو جنتوں میں حور و غلمان کے درمیان گنگناتی' بل کھاتی' آبشاروں' دودھ شہد کی نہروں کے درمیان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے مزے ہیں۔ ایسی زندگی کہ جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ جس کی کبھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ للٰہذا اے بندے! اگر تو مجھے نہ جھٹلائے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے تو میرے پاس اوپر مزکورہ دنیا کی نعمتوں سے بہت بہتر صلہ و اجر ہے کہ جس کا تو نے کبھی گمان بھی نہ کیا ہوگا۔

﴿ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾

"بے شک میرے پاس تمہارے لیے اجر عظیم ہے۔"

اب خود فیصلہ کر لو کہ جنتوں پر اور رضائے الٰہی جیسی نعمت پر مشتمل یہ بدلہ چاہیئے یا دنیا کا چند روزہ کھیل تماشہ؟

رسول اللہ نے بھی گناہ چھوڑنے والوں کو یہ بشارت عظیم دی ہے کہ:

((مَنْ تَرَكَ لِلّٰهِ شَيْئًا عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ))

"جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کوئی گناہ چھوڑ دیا تو ضرور اللہ

تعالیٰ اس شخص کو اس گناہ چھوڑنے کے بدلہ میں اس سے بہتر اجر (یا متبادل) دے گا۔"

گناہ کے دفاع میں کمزور اور کھوکھلی دلیلیں

انسان جب مذکورہ بالا چیزوں کے لیے ایک دفعہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ کہیں اس بندے کو احساس نہ ہو جائے کہ وہ غلط کام کر رہا ہے۔ وہ اس انسان کو اپنے دفاع کے لیے ایسی ایسی دلیلیں اور تاویلیں سمجھاتا ہے کہ اگر کوئی اس کو روکے کہ ایسا نہ کرو اس سے گناہ ہو گا' اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا' تو وہ پھر سمجھانے والے کو شیطان کی مہیا کردہ دلیلوں و تاویلوں سے لاجواب کرنے کی کوشش کر کے اپنا دفاع کرتا ہے' کہ نہیں جی! میں جو کر رہا ہوں یہ صحیح ہے۔ میں تو صرف اپنا پیٹ پالنے کے لیے یہ چکر چلاتا ہوں' کسی کو قتل تو نہیں کرتا' یہاں تو وہ بھی ہیں جو اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ میں ان سے تو بہتر ہوں۔ یا چھوڑو جی! دیکھے ہوئے ہیں نمازی اور حاجی ...... حج کیا' پانچ وقت نماز پڑھی اور پھر آ کر لوگوں کی گردنوں پر ناجائز منافع کی چھری چلاتے ہیں' جھوٹ بولتے ہیں' کیا فائدہ........ !!؟ ہم تو ان نمازیوں اور حاجیوں سے بہتر ہیں۔ جو نماز پڑھ کر ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر جرم اور گناہ کرنے والے کو اس پر قائم رہنے کے لیے اس طرح کی شیطان فضول دلیلیں سمجھاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہ کو شیطانی بیکار اور کچے دلائل کی بنا پر جائز سمجھے' گناہ کے نتیجے میں حاصل ہونے والے فائدے کو اپنا جائز حق تصور کرے اور پھر اس پر کاربند ہو جائے' جم جائے اور مستقل طور پر گناہ کی اس راہ پر چل پڑے۔

گناہ چھوڑنے کی سوچ پر ڈراؤنے شیطانی وسوسے

جب انسان گناہ کی دلدل میں پھنس جاتا ہے تو بعض سلیم الطبع انسانوں کے ضمیروں پر چوٹ پڑتی ہے۔ وہ کبھی کبھی سوچتے ہیں کہ ہم گناہ کے چکر میں بری طرح پھنس گئے ہیں...... اب اس گناہ کے چکر سے نکلنے کی تدبیر کیا ہو سکتی ہے؟ .... یہ مرحلہ بھی شیطان ایک نئی چال کے ساتھ کامیابی سے فتح کر لیتا ہے۔ وہ اس

انسان کے ذہن میں وسوسے ڈالتا ہے کہ اگر تُو نے یہ دھندہ چھوڑ دیا تو تُو بھوکا مر جائے گا' تباہ و برباد ہو جائے گا' تیرا سٹیٹس' تیرا وقار' تیری سوسائٹی میں عزت' تیرا رعب داب' تیرا احترام' تیری شان و شوکت سب ختم ہو جائے گا' تیرے اردگرد تیری نوکری چاکری کرنے والے سب بھاگ جائیں گے' کوئی تیرا پرسان حال نہ ہو گا' تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا لیکن کوئی تیرے منہ میں پانی ڈالنے کے لیے بھی نہ آئے گا۔ دیکھے نہیں کتنے حاجی اور مسیتڑ (ہر وقت مسجد سے پیار کرنے والے) ٹکریں (سجدے) مارنے والے بیکار چلے پھرتے ہیں' دھکے کھاتے پھر رہے ہیں' کیا مل گیا ان کو ان کی عبادتوں ریاضتوں اور ماتھے گھسانے کا! معاشرے کے تیسرے درجے کے شہری ہیں یہ۔ کوئی عزت نہیں کرتا ان کی اور تُو..... نہ نہ ہرگز اس دھندے کو نہ چھوڑنا' کتنی محنت کی ہے تو نے اسے بام عروج پر پہنچانے کے لیے ...... حکومتی کارندوں سے تعلقات بنائے تو ان کا گھر بھرتا ہے وہ تیرا دم بھرتے ہیں...... سب تجھ سے خوش ہیں' تیری عزت کرتے ہیں...... تجھے سلام کرتے ہیں...... اتنی محنت کے بعد ...... اب جہاں تو جاتا ہے لوگ آنکھیں بچھاتے ہیں...... تجھے اپنا مہمان خصوصی بناتے ہیں...... فنڈ لینے کے لیے تقریبات منعقد کرتے ہیں...... اخباروں والے تیری تصاویر بناتے ہیں...... تیری سخاوت پر ہر کوئی تالیاں بجاتا ہے...... تیرے ہاتھ سے لوگ انعام وصول کرنا میڈل' تمغہ حاصل کرنا اپنی خوش بختی خوش نصیبی اور سعادت خیال کرتے ہیں...... لہٰذا دیکھنا یہ سلسلہ (گناہ) کہیں چھوڑ نہ دینا ...... ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور کسی دن کسی فٹ پاتھ پہ کھانستے کھانستے مر جاؤ گے اور تمہیں کوئی جاننے پہچاننے والا بھی نہ ہو گا۔

شیطان کا گناہوں بھری زندگی کو مزین کر کے دکھانا

یوں شیطان اس کے سامنے اس کی دنیا کی گناہ کی معصیتوں اور اللہ کی نافرمانیوں سے بھری زندگی کو مزین کر کے بڑے خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے۔ اسی بات کی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں نشاندہی کرتا ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ

اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ (البقرة: ۲/۲۱۲)

"کافروں (دین اسلام کا انکار کرنے والوں) کے لیے دنیا کی زندگی کو مزین کر دیا گیا ہے۔ وہ (جب) ایمان والوں (کو دنیاوی لحاظ سے خوش حال نہیں دیکھتے تو ان) کا مزاق اڑاتے ہیں (لیکن اے ایمان والو! دنیا کی خوش حالی کوئی حقیقت نہیں رکھتی اصل خوش حالی تو آخرت کی خوش حالی ہے) قیامت کے روز متقی لوگ ان سے برتر ہوں گے (وہ اس دن خوش حال ہوں گے' رہی دنیا کی خوش حالی تو دنیا میں تو) اللہ (کافر ہو یا مؤمن) جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے:

﴿ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (الانعام: ۶/ ۱۲۲)

"تو جو عمل یہ (حق کا انکار کرنے والے) کافر کر رہے ہیں ان اعمال کو ان کے لیے مزین کر دیا گیا ہے (وہ اعمال ان کو برے ہی نہیں معلوم ہوتے تو چھوڑیں کیسے!)۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت یوں کی:

﴿ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (التوبه: ۹/۳۷)

"ان کے برے اعمال کو (شیطان نے) ان کے لیے مزین کر دیا ہے (لہٰذا وہ اپنے کفر سے باز نہیں آتے) اور اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔"

ایک اور مقام پر اللہ کریم اپنے گناہ والے اعمال کو اچھا سمجھنے والوں کے متعلق واضح طور پر ان کو گمراہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (الفاطر: ۸/۳۵)

"تو (اے رسول) کیا جس شخص کے لیے اس کے برے اعمال مزین کر دیئے گئے ہوں اور وہ ان اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہو (وہ گمراہی سے بچ سکتا ہے) بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تو (اے رسول) ان پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان پر نہ بن جائے' جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے (خوب) واقف ہے۔"

نفسانی خواہشات کی پیروی

گناہوں کا ایک بہت بڑا سبب نفسانی خواہشات کی تکمیل بھی ہے۔ اس کے لیے انسان اخلاقی جرائم کا مرتکب بھی ہوتا ہے بلکہ میڈیا وار کی اس دنیا میں اکثر دین سے بے بہرہ لوگ اسی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دوزخ کا حجاب نفسانی خواہشیں ہیں۔[1] اور بہشت کا حجاب وہ باتیں ہیں جو نفس کو بری معلوم ہوتی ہیں۔[2] (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق : باب حجبت النار بالشہوات)

کتنے ہی ایسے گناہ ہیں کہ جن کا ارتکاب کرتے وقت ہم بہت حقیر اور بے ضرر سمجھتے ہیں کہ ان کا کیا نقصان لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے چھوٹے اور حقیر گناہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"تم ایسے ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بڑھ کر باریک ہیں (تم ان کو حقیر جانتے ہو بڑا گناہ نہیں سمجھتے) اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کاموں کو ہلاک کر دینے والا سمجھتے تھے۔" (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب آدمی گناہوں کو حقیر سمجھ کر ان سے اجتناب کرنے سے گریز کی راہیں تلاش کرتا ہے تو پھر وہ بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کے سمندر میں غرق ہو

---

[1] جیسے زنا' چوری' شراب' کھیل' تماشے' فلمیں' ڈرامے وغیرہ

[2] جیسے عبادت' تقویٰ' پرہیزگاری' جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ

جاتا ہے۔ جو اس کو جہنم میں لا پھینکتے ہیں۔

یاد رہے کہ جو آدمی ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور وہ گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں لاجواب ہو جائے گا اس وقت اس کے پاس کوئی عذر نہ بن سکے گا۔ اور اس کے یہ گناہ اس کو جہنم میں لے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا جس کو ساٹھ برس تک دنیا میں مہلت دی (کہ وہ گناہوں سے کنارہ کش ہو جائے اور توبہ کر کے گناہ چھوڑ کر اللہ کا نیک بندہ بن جائے) (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق: باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله الیه فی العمر)

انسان کی یہ بہت بڑی کمزوری ہے کہ وہ اس امید پر گناہ کرتا جاتا ہے کہ ابھی بہت لمبی زندگی پڑی ہے۔ ابھی عمر ہی کیا ہے........ جب بوڑھا ہو جاؤں گا تو پھر توبہ کر لوں گا........ ابھی بڑا وقت پڑا ہے........ ابھی یہ کام ضروری ہیں' یہ کر لوں پھر اللہ سے معافی مانگ لوں گا۔ کچھ کہتے ہیں: "جی یہ آپ مولوی لوگ تو لوگوں کو ڈراتے ہی رہتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں' اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔" اور بد بخت ہے وہ انسان جو اللہ کی رحمت کو آڑ اور بہانہ بنا کر گناہ کرتا جاتا ہے' اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ جبار و قہار بھی ہے........ ایسی ہی طفل تسلیوں کے بل بوتے پر انسان ساٹھ سال کی اس عمر کو پہنچ جاتا ہے جب اللہ کے ہاں بچاؤ اور عذر کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں اور اس پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔

گناہوں کی سیاہی اور زنگ جب دل کو گھیر لیتے ہیں

تو یوں گناہ کا مرتکب شخص گناہ کرتا جاتا' بد اعمالیاں کرتا جاتا ہے اور سمجھتا جاتا ہے کہ وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ گناہوں کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ اس کا ضمیر بھی مر جاتا ہے۔ اب وہ اُلٹا گناہ کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے خلاف کسی قسم کا راست اقدام کرنے کی تدابیر کرتا ہے۔ یہ

بد بختی کا نہایت نچلا درجہ ہوتا ہے کہ جس میں دل کی موت واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ دل بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرف رہنمائی فرماتے اور ہمیں ڈراتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ ذَنْبًا فَنُكِتَ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ فَإِذَا تَابَ وَ نَزَعَ وَ اسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَ إِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى تَعْلُو قَلْبَهُ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"))

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک جب مؤمن کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ توبہ کر لیتا ہے اور اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کریم سے استغفار (اپنی بخشش کی دعائیں) کرتا ہے تو اس کے دل سے وہ سیاہ نکتہ صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ (توبہ کرنے کی بجائے) مزید زیادہ گناہ کرتا ہے تو ان گناہوں کی نسبت اس کے دل پر یہ سیاہ نکتے بھی زیادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ حتی کہ اس کا سارا دل نکتوں سے بھر جاتا ہے (اور یوں سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ یعنی زنگ آلود ہو جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے) تو یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ عزوجل نے اپنے قرآن میں ذکر کیا ہے۔"

﴿ "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ (المطففين: ۸۳/ ۱۴)

"بے شک بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے (برے) کاموں کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔"

تقویٰ اور خوف الٰہی کا ختم ہو جانا

انسانوں کے گناہوں میں مبتلا ہونے کا ایک بڑا سبب تقویٰ اور خوف الٰہی کا ختم ہو جانا ہے۔ کیونکہ تقویٰ اور خوف الٰہی ایسی طاقت ہے کہ جو انسان کو گناہوں سے بچائے رکھتی ہے۔ اس قوت کی موجودگی میں ایک مؤمن کے دل و دماغ میں یہ تصور ہر وقت موجزن

رہتا ہے کہ اس کی ہر ہر وقت کی ہر ہر حرکت نوٹ ہو رہی ہے۔ اس کے اعمال کا ریکارڈ ہر لمحہ تیار کیا جا رہا ہے۔ دو فرشتے اللہ کی طرف سے ڈیوٹی پر مامور ہیں کہ جو ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اعمال ذرہ ذرہ نوٹ کرتے ہیں۔ لہٰذا اس حقیقت کو جاننے کے بعد وہ کسی بھی وقت کوئی کام کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچتا ہے کہ کہیں یہ کام میرے معبود کی ناراضگی کا سبب تو نہ بن جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ڈر اور خوف اس کو گناہوں کے ارتکاب سے روکے رکھتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کا آخرت پر کامل یقین نہیں ہوتا' ان کے ذہن سے یہ تصور بھی نکل چکا ہوتا ہے کہ ہم نے مرنے کے بعد آخرت میں اپنے رب کے حضور اپنے عملوں کا جوابدہ ہونا ہے' وہ بلا دھڑک گناہوں کی دلدل میں دھنستے جاتے ہیں اور اپنے اس گندے نظریے کا پرچار کرتے ہیں کہ یہ چار دن کی زندگی ہے یہاں انجوائے کر لو' موج میلہ کر لو' آگے پتہ نہیں کیا بننا ہے' ایسا نہ ہو کہ یہاں کے مزوں سے بھی محروم رہیں اور آگے بھی کچھ نہ ملے۔

کچھ کہتے ہیں کہ اگر یہ گناہ ہے تو یہاں تو سب ہی ایسا کر رہے ہیں' یوں سب ہی خراب ہیں' رہی حساب کتاب کی بات تو جب حساب ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔ استغفراللہ۔ کچھ جاہل قسم کے لوگ دنیا کے کھیل تماشے کو ہی اصل زندگی قرار دیتے ہیں' گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتے' جب ان کو وعظ و نصیحت کی جاتی ہے بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں' اے جگ مٹھاتے اگلا کنے ڈٹھا یعنی اس میٹھی زندگی کے مزے اڑاؤ' لہٰذا جو چاہو کرو جو دل میں آئے کر گزرو' اس لیے کہ نہ دوسرا جہاں کسی نے دیکھا ہے؟ ایک تو یہ لوگ ہیں جو اللہ سے ذرہ برابر نہیں ڈرتے' زبان سے گاہے بگاہے اگرچہ نکلتا رہتا ہے کہ "اللہ میری توبہ' اللہ معاف کرے' ایسے لوگوں سے' اللہ کی پناہ یا ایسے کاروبار سے ...... وغیرہ وغیرہ" لیکن یہ صرف محاورے کے طور پر مسلم کلچر میں رہنے کی وجہ سے زبان سے نکلتا ہے اور اگر وہ ان کی ان باتوں کو حقیقت میں سچ جان کر لیں تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ ان کا عمل ضرور خوف الٰہی کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ تو خوف الٰہی' تقویٰ' خشیت الٰہی ہی حقیقت میں گناہوں کے ارتکاب سے روک کہ آخرت میں کامیاب بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں

ڈرنے والے کا بلند مرتبہ بیان فرمایا ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴾ (الرحمان: ۴۶/۵۵)

"اور جو کوئی قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑا (ہو کر زندگی کے حساب و کتاب) ہونے سے ڈرتا رہا' اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔"

یعنی اس نے اللہ سے ڈرتے ڈرتے زندگی بسر کی اور اسی بنا پر گناہوں سے بچتا رہا۔

ایک اور مقام پر قرآن حکیم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے ٹھکانہ کی نشاندہی یوں کر رہا ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ (النازعات: ۴۰/۸۹)

"اور جو کوئی دنیا میں اپنے مالک کے سامنے (ایک روز حساب کتاب کے لیے) کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو بری خواہش سے روکتا رہا' تو اس کے رہنے کی جگہ جنت ہی ہو گی۔"

روز قیامت کی تکذیب کا وبال

یہ تو وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے گناہوں سے دامن بچا کر اپنے قول و عمل سے ثابت کیا کہ وہ اللہ کے سامنے ایک دن کھڑے ہو کر جواب دہ ہوں گے۔ لیکن جن لوگوں نے اپنے قول یا عمل کے ذریعے اگلے جہان کی جواب دہی کو جھٹلایا ان کا عبرتناک تذکرہ قرآن نے کئی جگہ کیا ہے' ایک مقام ملاحظہ ہو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴾ (الفرقان: ۱۱/۲۵)

"بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے قیامت کو جھوٹ سمجھا اور جو کوئی روز قیامت کو جھٹلائے اس کے لیے ہم نے (دھکتی اور شعلے مارتی ہوئی) دوزخ تیار کر رکھی ہے۔"

حیاء کا خاتمہ گناہوں کے ارتکاب کا خاص سبب

چونکہ اس وقت دنیا کے ذرائع ابلاغ پر یہودی اور صلیبی مسلط

ہیں' وہ مسلمان ملکوں میں ایسے ایسے حیاء سوز اور اسلام دشمن اور عقیدہ میں تشکیک اور شکوک و شبہات پیدا کرنے والے پروگرام نشر کر رہے ہیں' جو مسلمان خاندان کو تہذیبی بنیادوں کے ساتھ ساتھ ان کو اسلام سے بھی متنفر کر رہے ہیں۔ بے راہ روی' جرائم شرم و حیاء کا خاتمہ' قتل و غارت گری ایسے سنگین گناہوں کا سبب یہ ذرائع (ٹی وی' ڈش' وی سی آر' کیبل' انٹرنیٹ اخبار و جرائد وغیرہ) بن رہے ہیں۔ اس لیے اپنی اولاد کو گناہوں پر ابھارنے والے اور حیاء کا خاتمہ کرنے والے ان آلات سے دور رکھیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم: ٦/٦٦)

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال (گھر والوں خاندان والوں) کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

یہ نہیں کہ گناہوں پر ابھارنے والے یہ آلات لا کر گھر کی زینت بنا دیئے جائیں کہ جو شرم و حیاء کے قاتل ہیں۔ اور اس کے متعلق رسول اللہ نے فرمایا ہے:

((إِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ))

"جب شرم و حیاء ختم ہو جائے تو پھر جو چاہے کرتا پھر۔"

اسی معانی و مفہوم کی روایت صحیح بخاری میں بھی ہے آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) (صحیح بخاری۔ ٦/٥١٥۔ ابو داؤد۔ ٤٧٦٢)

"کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے سو کر" (تیرے لیے اب اللہ کی پکڑ ہی باقی رہ گئی ہے۔)

پتہ چلا کہ جب شرم و حیاء کا مادہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر انسان شیطان کی زیر کمان جو دل میں آتا ہے کرتا پھرتا ہے اور یوں بستیوں و شہروں میں گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

غلط اور بری مجلسیں اور ہم نشیں جہنم میں لے جانے کا باعث

گناہوں کے محرکات میں سے ایک بڑا معاشرتی سبب بری مجلس اور غلط سوسائٹی بھی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جیسی

بیٹھک ویسی صحبت۔ آدمی جیسے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جس مجلس میں اس کی نشست و برخاست ہوتی ہے اس مجلس کا رنگ اس پر ضرور چڑھتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنے دوست اور ہم نشیں سوچ سمجھ کر اور پرکھ کر چننے چاہئیں۔ اس لیے کہ جس طرح کی عادات و خصائل کے وہ خود حامل ہوں گے دوسرے کو بھی ویسا ہی بنا دیں گے۔ اگر بد ہوں یعنی چور' ڈاکو' راہزن' نشئی' فلموں کے رسیا وغیرہ تو وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو بھی ان بری عادات میں ملوث کر لیں گے۔ اسی لیے رسول رحمت ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَ الْجَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَ نَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَ اِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَ نَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً)) (رواه البخاری ۴/۳۲۳۔ ح ۲۱۰۱' و ۹/۶۶۰۔ ح ۵۵۲۴ و مسلم ۴/۲۰۲۶ ح ۲۶۲۸' من حديث ابی موسٰی و اللفظ المذكور لمسلم)

"نیک ساتھی کی مثال کستوری فروش کی سی ہے اور برا ساتھی بٹھی جھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو از خود تجھے کچھ خوشبو دے دے گا یا تو اس سے خرید ہی لے گا (اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو) یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو (مہک) تو حاصل ہوتی ہی رہے گی۔ رہا بٹھی جھونکنے والا' یا تو وہ تیرے کپڑے جلا دے گا یا پھر تجھے ناگوار دھواں تو پھانکنا ہی پڑے گا۔"

اس حدیث شریف میں آپ ﷺ نے واضح فرما دیا ہے کہ ایک ہم نشیں کا دوسرے ہم نشیں پر اچھا یا برا اثر ضرور ہوتا ہے (اس کی صلاحیت یا فساد کی نسبت سے) اسی لیے آپ نے نیک ساتھی کو عطر فروش سے تشبیہ دی ہے' کیونکہ جب وہ اس کے پاس بیٹھے گا تو تین باتوں میں سے ایک نہ ایک اسے ضرور حاصل ہو گی (۱) یا تو وہ تجھے خوشبو کا ہدیہ پیش کرے گا (۲) یا تو اس سے قیمتاً خرید لے گا (۳) یا کم از کم تجھے اچھی خوشبو ہی حاصل ہو گی جو تیرے دل پر' تیرے جسم پر اور تیرے کپڑوں پر اثر انداز ہو

گی...... اسی طرح نیک ساتھی ہے کہ تو ضرور اس سے فائدہ حاصل کرے گا اور اس کے ساتھ بیٹھنے کا تجھے نفع ضرور ہو گا۔

اور آپ ﷺ نے برے ساتھی کی مثال بُھٹی جھونکنے والے سے دی ہے یا تو اس کی آگ سے چنگاریاں اڑ اڑ کر تیرے کپڑوں پر پڑیں گی اور ان کو جلا دیں گی یا کم از کم ایک ناگوار بُو تجھے حاصل ہو گی یا اس کا اثر تیرے کپڑوں اور بدن پر بھی ہو گا۔ اور اسی طرح برا ساتھی ہے کہ تجھے اس کے ساتھ بیٹھنے سے نقصان ضرور ہو گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ تو بھلائی کے پیامبر ہونے کی بنا پر نیکی اور بھلائی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور کچھ برائی کے حامل ہونے کی وجہ سے بدی کی طرف کھینچتے ہیں' جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ وَ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ وَ اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ وَ وَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ)) (اخرجه ابن ماجه........)

"یقیناً کچھ لوگ نیکیوں کے حامل اور برائیوں کو روکنے والے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ برائیوں کے حامل اور نیکیوں کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس سے اللہ تعالیٰ نیکی کا کام لے اور ہلاکت ہے اس کے لیے جس کے ہاتھوں برائیوں کا کام ہو۔"

عقیدہ توحید سے بغاوت سب گناہوں کا پیش خیمہ

گناہوں کے محرکات و اسباب تو اور بھی ہیں کہ جن کی بنا پر انسان گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرک وہ سب سے بڑا گناہ ہے کہ جس کے ارتکاب کے بعد انسان ہر قسم کے گناہ کا ارتکاب کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیدہ توحید انسانی عقل کو درست رکھتا ہے۔ جب انسان شرک کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے۔ جب عقل ہی نہ رہے تو پھر اسے گناہ اور نیکی میں تمیز ہی نہیں رہتی۔ بخاری مسلم میں ہے کہ سیدنا ابن مسعود نے

دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا جو سب کا خالق ہے۔"

اب جب انسان شرک جیسا بڑا گناہ کر لیتا ہے تو پھر اس شرک کا وبال اس پر یوں پڑتا ہے کہ وہ ہر طرح کے گناہ بے دھڑک کرتا جاتا ہے۔ اب پیغمبر آخر الزماں کے مقابلے میں امتیوں کی باتوں کو' ان کے حکموں کو ماننا ضروری خیال کرتا ہے۔ اب وہ ختم نبوت کا مفہوم بھی بھول جاتا ہے کہ جس طرح رسول کی نبوت کے بعد کسی کی نبوت نہیں اسی طرح آپ کی بات آپ کے حکم کے بعد کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ لیکن وہ اپنے پیروں فقیروں درویشوں مجذوبوں ملنگوں کی باتوں اور ان کے احکام کو حدیث رسول قول رسول اور فرمان رسول پر ترجیح دینے لگتا ہے۔

شرک کے ارتکاب کے بعد اب وہ اپنے کسی فائدے نفع اور نقصان کے لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے' رزق میں فراخی' نوکری کے حصول' عہدے میں ترقی' امتحانوں میں کامیابی' اولاد کے حصول کے لیے' پریشانیوں سے نجات اور چھٹکارے کے لیے اللہ کے علاوہ مخلوق کو پکارتا ہے۔ نذر و نیاز مخلوق کے نام کی دیتا ہے۔ تعظیمی سجدے کے نام پر جبین نیاز مند کو جبوں اور قبوں والوں کے آگے جھکاتا ہے۔ تو مختصر یہ کہ جب انسان شرک جیسے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر ایسے انسان سے ہر طرح کے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ یعنی شرک ایسا بڑا گناہ ہے جو سب گناہوں سے بڑا بھی ہے اور باقی تمام گناہوں کا پیش خیمہ بھی ہے۔ اس گناہ کے بعد انسان کو کوئی قوت باقی گناہوں سے روک نہیں سکتی بلکہ باقی گناہوں کا ارتکاب اسے بہت خوبصورت نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ عقیدہ توحید اس کی زندگی کے لیے ایک معیار' ایک رکاوٹ تھا' اس کی برکت تھی کہ وہ گناہوں سے دور رہتا اور گناہ اس سے دور رہتے...... اب جب یہ روک نہ رہی تو گناہ ہی گناہ اس کی زندگی میں چلے آتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان ہر چیز سے بڑھ کر اپنے عقیدہ کی حفاظت کرے' کہ کہیں بھولے سے نادانی میں بھی شرک کی دلدل میں نہ پھنس جائے۔

گناہ کرنے سے پہلے سوچ لیں!!

آخر میں گناہوں سے بچنے کے لیے شیخ ابراہیم بن ادھم کا ایک شخص سے نصیحت پر مبنی مکالمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ ہمیں احساس ہو کہ ہم گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے عرض کرنے لگا:

نووارد شخص: میں نے بہت گناہ کیے ہیں' آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ مجھے نصیحت فرما دیں کہ آئندہ میرا نفس مجھے گناہ پر آمادہ نہ کر سکے۔

ابراہیم بن ادہم: "اگر تم پانچ باتوں پر قدرت حاصل کر لو تو یہ گناہ تمہارے لیے کچھ نقصان دہ نہ ہوں گے۔"

نووارد شخص: "وہ پانچ باتیں کیا ہیں؟"

ابراہیم بن ادہم: "پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اللہ کی نافرمانی کا ارادہ ہے تو اس کا پیدا کیا ہوا رزق نہ کھاؤ۔"

نووارد شخص: "پھر میں کیا کھاؤں؟ جب کہ سارا رزق اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔"

ابراہیم بن ادہم: "خود سوچو! کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ جس ذات کا عطا کردہ رزق کھاؤ اسی کی نافرمانی کرو۔

نووارد شخص: "ہرگز نہیں......... اور دوسری بات کیا ہے؟"

ابراہیم بن ادہم: اگر اس کی نافرمانی کا ارادہ ہے تو اس کے پیدا کیے ہوئے مقامات میں بھی نہ رہو۔

نووارد شخص: یہ تو پہلی بات سے بھی زیادہ سنگین ہے' آسمان و زمین میں سب کچھ جب اسی کا پیدا کردہ ہے تو پھر میں کہاں رہوں؟

ابراہیم بن ادہم: یہ تمہیں اچھا لگتا ہے کہ جس کی بنائی ہوئی زمین میں رہو اسی کی نافرمانی کرو؟

نووارد شخص: ہرگز نہیں......... اور تیسری بات کیا ہے؟

ابراہیم بن ادہم: جب تم اسی کے رزق کو کھانے اور اسی کی زمین پر رہنے پر مجبور ہو تو ایسا کرو کہ کسی ایسے مقام پر جا کر گناہ کیا کرو جہاں وہ تم کو نہ دیکھ سکے۔

نو وارد شخص: "یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس سے چھپ جاؤں جب کہ وہ ہر ظاہر و پوشیدہ پر نظر رکھتا ہے۔"

ابراہیم بن ادہم: "اے اللہ کے بندے! کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم اسی کا پیدا کیا ہوا رزق کھاؤ اس کی بنائی ہوئی زمین میں رہو اور پھر اسی کو دکھا کر گناہ کرو؟"

نو وارد شخص: "ہرگز نہیں' ہرگز نہیں........ چوتھی بات کیا ہے؟"

ابراہیم بن ادہم: جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے آئیں گے تو ان سے کہنا مجھے بس اتنی مہلت دے دیجئے کہ میں توبہ اور کچھ نیکیاں کر لوں۔

نو وارد شخص: "وہ ہرگز نہیں مانیں گے۔"

ابراہیم بن ادہم: "جب تو اس پر قادر نہیں کہ موت کو تھوڑی دیر کے لیے ٹال کر توبہ کر سکے' تو پھر تو نجات اور خلاصی کی امید کیوں کر لگائے بیٹھا ہے؟"

نو وارد شخص: پانچویں بات کیا ہے؟

ابراہیم بن ادہم: جب قیامت کے دن فرشتے تمہیں جہنم میں ڈالنے کو چلیں تو تم ان کے ساتھ مت جانا۔

نو وارد شخص: یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ مجھے چھوڑ دیں۔

ابراہیم بن ادہم: پھر تو نجات کی امید کیسے لگائے بیٹھا ہے؟

نو وارد شخص: جناب ابراہیم! میں سمجھ گیا' میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

اس کے بعد وہ شخص عبادت میں ایسا لگا کہ موت کے علاوہ کوئی دوسری چیز اس کو

عبادت سے جدا نہ کر سکی۔ (کتاب التوبۃ' ابن قدامہ ص ۲۸۵۔۲۸۶)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں گناہوں کے تمام ذرائع سے بچتے ہوئے اس کی رضا کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق دے آمین۔

یہاں تو ہم نے چند ان اسباب کا ذکر کیا کہ جن کی بنا پر انسان گناہ کرتا ہے۔ اب آپ گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات جان لیں' تاکہ اپنے دامن کو گناہوں کی آلودگی سے بچا کر آخرت میں کامیابی کا پروانہ حاصل کر کے جنتوں کے وارث بن سکیں۔

الفقیر الی اللہ

محمد طاہر نقاش

یکم اپریل ۲۰۰۲ لاہور

فصل

گناہوں کی نشانیاں

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سارے جاہلوں نے' اللہ کی رحمت' اس کی درگزر اور اس کے کرم پر بے جا اعتماد کرتے ہوئے رب العالمین کے اوامر و نواہی کو ضائع کر دیا ہے' وہ ان پر عمل کرتے ہی نہیں۔ اس بات کو بھول گئے کہ بلاشک و شبہ اللہ ذوالجلال سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔ اس کا عذاب و عقاب مجرم قوم سے کبھی واپس نہیں لوٹا کرتا۔ جو شخص گناہ پر اصرار کے ساتھ' عفو و درگزر پر اعتماد کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو جان بوجھ کر حق (دین اسلام) کی مخالفت کرنے والا ہو۔ کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے: "جس کی تُو بات نہیں مانتا اس کی رحمت پر تیرا امید باندھنا سراسر بیوقوفی اور ذلت ہے۔" بعض علماء کہتے ہیں: "جو رب العالمین تین دراہم کی چوری پر تیرا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دے' اس کی آخرت والی سزا کے بارے میں پُر امن (بے خوف) ہو کر نہ بیٹھ جا کہ وہ ایسی ہی ہو گی۔ (بلکہ وہاں تو کئی گنا زیادہ سخت ہو گی)

سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: "جناب! ہم آپ کو کثرت سے رونے والا ہی پاتے ہیں۔ (وجہ کیا ہے؟)" تو انھوں نے فرمایا: "مجھے اس بات کا ڈر لگا رہتا ہے کہ آخرت میں مجھے کہیں جہنم میں نہ پھینک دیا جائے۔ پھر تو کسی کو میری پرواہ بھی نہ ہو گی۔" ایک شخص نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: "ہم ایسے لوگوں کی مجلس و صحبت میں کیا طریقہ اختیار کریں کہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب و عقاب سے اس قدر

ڈرا دیتے ہیں کہ ہمارے دل کرچی کرچی ہو جاتے ہیں۔ (اور شدت غم سے ہم دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے ہیں)" تو انھوں نے کہا: "اللہ کی قسم! تیرا ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جو تجھے اللہ کی پکڑ سے ڈراتے رہیں' حتیٰ کہ تو عافیت کا ادراک کر لے یہ تیرے لیے بہت بہتر ہے اس بات سے کہ تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو تجھے امن کا یقین دلاتے رہیں مگر تو بعد میں خوفناک مصیبتوں کا شکار ہو جائے۔"

لوگوں کو برے کاموں سے روک کر خود ان کا ارتکاب کرنے والوں کا انجام

سیدنا اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ:

((عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ' سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يُؤْتى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ' فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰى' فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ' فَيَقُوْلُوْنَ: يَافُلَانُ! مَالَكَ؟ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى' قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَا آتِيْهِ' وَ أَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ آتِيْهِ)) (صحيح البخاري۔ كتاب الفتن حديث نمبر ۷۰۹۸ و صحيح مسلم۔ كتاب الزهد حديث نمبر ۷۴۸۳ و اللفظ له)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ فرما رہے تھے: "قیامت والے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گردش کیا کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے: (اے فلاں! آج یہ تمھاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟" وہ شخص کہے گا: "جی ہاں! میں تمھیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے

کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔"

عہدہ داروں سے سرزد ہونے والے گناہوں کی نشانی

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کا اثر اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ:

((فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا اِلَى الْمَغْرِب اِذْمَرَّ بِالْبَقِيْعِ، فَقَالَ : اُفٍّ لَّكَ، اُفٍّ لَّكَ مَرَّتَيْنِ، فَكَبَّرَ فِيْ ذَرْعِيْ وَ تَأَخَّرْتُ وَ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُرِيْدُنِيْ، فَقَالَ : مَالَكَ؟ اِمْشِ، قَالَ : قُلْتُ، اَحْدَثْتَ حَدَثًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ، اَفَّفْتَ بِيْ، قَالَ : لَا، وَلٰكِنْ هٰذَا قَبْرُ فُلَانٍ بَعَثْتُهٗ سَاعِيًا عَلٰى بَنِيْ فُلَانٍ، فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِعَ الْآنَ مِثْلُهَا مِنْ نَارٍ)) (مسند احمد ٦ / ٣٩٢)

"رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: "افسوس ہے تیرے اوپر افسوس! میں نے خیال کیا کہ آپؐ کی مراد اس سے شاید میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں (ابو رافع تم نہیں) لیکن یہ فلاں شخص کی قبر ہے۔ اسے آل فلاں کی طرف محصل (زکوٰۃ و صدقات جمع کرنے والا) بنا کر بھیجا گیا تھا۔ تو اس نے ایک اونی دھاری دار چادر غبن کرلی تھی۔ اب اسے اس چادر جتنی آگ کی قمیض بنا کر پہنا دی گئی ہے۔" (اور یوں اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے)

(امام ابن حنبل رحمہ اللہ نے یہ حدیث "من طریق ابی اسحاق الفزاری عن ابن جریج عن منبوذ عن الفضل بن عبداللہ بن ابی رافع عن ابی رافع" اپنی مسند میں ٦ ٣٩٢ پر درج کی ہے۔)

گناہ گاروں کے لیے جہنم کی ہولناکی

صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٣) ((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ

صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا، وَ اللّٰهِ! يَا رَبِّ! وَ يُؤْتٰى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَ اللّٰهِ! يَا رَبِّ! مَامَرَّبِي بُؤْسٌ قَطُّ، وَ لَا رَأَيْتُ شِدَّتًا قَطُّ))

(صحیح مسلم۔ کتاب صفات المنافقین و احکامھم حدیث نمبر ۷۰۸۸)

”جہنمیوں میں سے ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جو تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ نعمتوں کا مالک رہا ہو گا۔ اسے جہنم میں صرف ایک ڈبکی دی جائے گی۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا: ”اے ابن آدم! کیا تُو نے (زندگی بھر) کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا (زندگی بھر) تیرے پاس سے کسی نعمت کا گزر ہوا ہو؟“ تو وہ کہے گا: ”میرے پروردگار! تیری قسم! کبھی نہیں“ پھر جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے تنگی اور تنگدستی میں دنیا کے اندر سب سے زیادہ سخت زندگی گزاری ہو گی۔ اسے جنت کا ایک ہلکا سا نظارہ کروایا جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: ”اے ابن آدم! تو نے (دنیا میں رہتے ہوئے) کبھی تنگی دیکھی ہو؟ تیرے پاس سے کبھی کوئی سختی گزری ہو؟“ تو وہ کہے گا: ”نہیں میرے پروردگار، تیری قسم! کبھی نہیں۔ میرے پاس سے کبھی تنگدستی کا گزر ہوا ہی نہیں اور نہ ہی میں نے کبھی تنگی، سختی کو دیکھا تھا۔“ (اخرجہ مسلم ۴/ ۲۱۶۲)

نیت میں ریاکاری کی آمیزش اور پھر اس گناہ کا وبال

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا، آپؐ نے فرمایا:

(۴) ((”اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَ لٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَ رَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَ عَلَّمَهٗ وَ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ

بِهٖ' فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا۔ قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَ عَلَّمْتُهٗ وَ قَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ۔ قَالَ : كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِیءٌ فَقَدْ قِيْلَ' ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔ وَ رَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ أَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَأُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا' قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : مَاتَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا أَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ' قَالَ : كَذَبْتَ وَ لٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ' ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ أُلْقِیَ فِی النَّارِ)) (صحيح مسلم۔ كتاب الامارہ: باب من قاتل للرياء و السمعة..... حديث نمبر ۴۹۲۳)

"لوگوں میں سب سے پہلا شخص کہ قیامت والے دن جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ آدمی ہو گا جو شہید ہوا۔ اسے (اللہ رب العالمین کی عدالت میں) لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی (ہر ہر) نعمت جتلائے گا۔ وہ اس کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے : "تُو نے ان نعمتوں میں رہتے ہوئے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: "اللہ! میں تیری راہ میں لڑا حتیٰ کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔" اللہ فرمائیں گے : "تو نے جھوٹ کہا تو لڑا تھا اس لیے کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور تجھے یہ کہا گیا۔" پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک اور آدمی کہ جس نے علم سیکھا' سکھایا (پڑھا' پڑھایا) ہو گا۔ قرآن (خوب سمجھ' سمجھا کے) پڑھا ہو گا۔ (عدالت میں) لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں جتلائیں گے۔ وہ شخص (پیش کردہ نعمتوں کو) پہچانے گا اور اعتراف کرے گا۔ اللہ پوچھیں گے : "تو نے ان نعمتوں میں رہتے ہوئے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: "میں نے علم سیکھا اور اسے (لوگوں کو) سکھایا اور اے میرے رب! میں نے تیری خاطر قرآن کو پڑھا" اللہ ذوالجلال فرمائیں گے : "تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے علم تو اس لیے سیکھا تھا کہ (لوگ تجھے علامہ صاحب کہیں) تجھے عالم

کہا جائے اور قرآن تو اس لیے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری صاحب کہا جائے۔ سو تجھے یہ سب کچھ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم ہو گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک اور شخص بھی ہو گا جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دولت سے مالا مال کیا تھا۔ ہر طرح کے اموال (و نعم) سے نواز تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اللہ رب العالمین اسے اپنی نعمتیں دکھلائیں گے جو دنیا میں اسے دی گئی تھیں۔ وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ ذوالجلال اس سے سوال کریں گے: "تو نے ان نعمتوں میں رہتے ہوئے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: "اللہ! میں نے کوئی ایسی راہ کہ جس میں تو پسند کرتا تھا کہ خرچ کیا جائے۔ نہیں چھوڑی کہ اس میں تیری خاطر مال خرچ کرتا تھا۔" اللہ فرمائیں گے: "تو جھوٹ بولتا ہے۔ تُو نے تو اس لیے یہ کام کیا کہ تجھے سخی کہا جائے' سو لوگوں نے تجھے سخی کہہ دیا۔" پھر حکم ہو گا اور اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔" (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْكَ) (صحیح مسلم۔ کتاب الامارہ: باب من قاتل للریاء.....الخ حدیث نمبر ۴۹۲۳)

گناہوں کی ایک نشانی دولت کی فراوانی

سیدنا عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۵) ((اِذَا رَأَیْتَ اللّٰہَ یُعْطِی الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْیَا عَلٰی مَعَاصِیْهِ مَا یُحِبُّ فَاِنَّمَا ھُوَ اِسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: **فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا ھُمْ مُبْلِسُوْنَ**)) (سورۃ الانعام: ۶/۴۴)۔ (مسند احمد ۱۳۵۱۴)

"جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود اس کی خواہش کے مطابق دنیاوی نعمتوں سے سرفراز کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے مہلت ہے۔" پھر آپؐ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ترجمہ) پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی

فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز (تمام نعمتوں) کے دروازے کھول دیئے۔
یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے کہ جو انہیں دی گئی تھیں، خوش ہو گئے،
تو ہم نے انہیں اچانک دبوچ لیا اور وہ اس وقت مایوس ہو کر رہ گئے۔"[1]

بعض سلف صالحین کا یہ فرمانا ہے: "جب تو مشاہدہ کرے کہ اللہ رب العالمین تیرے اوپر اپنی نعمتیں لگا تار اتار رہے ہیں اور تو اس کی نافرمانیوں پر قائم ہے تو پھر تو خبردار ہو جا، یہی اس کی طرف سے مہلت دینا ہے کہ جس کے ساتھ وہ تجھے ڈھیل دے رہا ہے۔" اللہ ذوالجلال کا فرمان سنیے:

﴿ وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ○ وَ زُخْرُفًا وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ ﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۳۳ تا ۳۵)

"اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے تو جو لوگ رحمٰن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہیں، ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی (چاندی کی) جن پر وہ چڑھتے۔ ان کے گھروں کے دروازے بھی (چاندی کے) اور تخت بھی کہ جن پر وہ تکیہ لگاتے۔ خوب تجمل و آرائش کر دیتے، مگر یہ سب دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا سامان ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں آخرت (کی نعمتیں اور آسائشیں) پرہیزگاروں کے لیے ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید فرمائی ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کی نعمتیں انہیں ان کی اپنی عزت و تکریم اور توقیر کی بنا پر دی جا رہی ہیں۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ

---

[1] مسند احمد ۴ / ۱۴۵ و مشکاۃ المصابیح۔ کتاب الرقاق حدیث نمبر ۵۲۰۱ قال الالبانی رحمتہ اللہ علیہ و اسنادہ جید)

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝﴾ (الفجر: ۸۹/ ۱۴تا۱۶)

''بے شک تمہارا پروردگار تاک میں ہے۔ (کہ کب انسان کا مواخذہ کرے) مگر انسان عجیب مخلوق ہے کہ جب اس کا پروردگار اسے آزماتا ہے کہ اسے عزت بخشا اور نعمتیں عطا کرتا ہے' تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے رب نے میری عزت کی۔ اور جب دوسری طرح آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے: (ہائے) میرے رب نے میری توہین کر ڈالی۔ (مجھے ذلیل کر کے رکھ دیا) ہرگز ایسا نہیں ہے۔''

آزمائش دونوں طرح سے ہو سکتی ہے۔ نعمتوں کی کثرت کے ساتھ بھی اور رزق کی تنگی کے ساتھ بھی۔ یہ ضروری نہیں کہ جس کے رزق میں فراخی کر دی گئی ہو وہ کوئی محترم ہستی تھی' اس کا محاسبہ و مواخذہ نہ ہو گا اور جس پر رزق تنگ کر دیا گیا ہے' اس کی توہین ہو گئی ہو بلکہ کثیر النعم' رزق کی فراخی کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا اور تنگدست و تہی دامن رزق کی کمی کے ساتھ کہ اس سے حساب کم یا بالکل نہ ہو گا) عزت بخشا گیا۔

جامع ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ دنیا عطا کرتے ہیں۔ اسے بھی جس سے محبت کرتے ہوں اور اسے بھی جسے نہ چاہتے ہوں مگر ایمان صرف اس کے نصیب میں کرتے ہیں جس سے محبت کرتے ہوں۔''

مال و دولت' مدح و تعریف اور پردہ پوشی میں گناہوں کی نشانیاں

بعض اسلاف نے کہا ہے کہ: ''بسا اوقات اللہ کی نعمتوں سے مالا مال شخص کو ڈھیل (مہلت) دی جا رہی ہوتی ہے مگر اسے اس بات کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اسی طرح بعض دفعہ آدمی کو لوگوں کی طرف سے تعریفوں کے ساتھ فتنے میں مبتلا کیا جا رہا ہوتا ہے' مگر وہ ادراک نہیں کر رہا

ہوتا۔ اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر پردہ پوشی کے ساتھ اسے دھوکے میں رکھا جا رہا ہوتا ہے مگر وہ جانتا ہی نہیں ہوتا۔" (ایسے مواقع پر آدمی کو استغفار' اللہ کی طرف رجوع اور دل کھول کر نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے) یہ بات ضرور جاننی چاہیئے کہ گناہ اور معصیتیں بہرصورت مضر و نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دلوں میں ان کے اضرار جسموں میں زہر کے نقصان کی طرح ہوتے ہیں۔ اور یہ اپنے اپنے درجات کی مناسبت سے اثر کرتے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں ہر برائی اور بیماری غلطیوں اور گناہوں کے سبب پیدا ہوتی ہے۔

گناہوں کے جرائم کی عبرتناک سزا

اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی کرنے والی مختلف قوموں کو عبرتناک سزائیں دیں تاکہ آنے والی قومیں عبرت پکڑیں اور گناہوں کے ارتکاب سے اپنے دامن کو بچائے رکھیں۔

- نبی نوع انسان کے ماں' باپ (آدم و حوا) کو لذتوں' نعمتوں' خوشیوں اور خوبصورتیوں والے گھر جنت سے نکال کر مصیبتوں' تکلیفوں اور دکھوں کے گھر دنیا میں کس چیز نے لا پھینکا تھا؟۔
- ابلیس کو کس چیز نے آسمان میں قدسیوں کے مقام سے گرا کر' اس کے ظاہر و باطن کو مسخ کر کے' راندۂ درگاہ اور لعنت کا مستحق بنا دیا تھا؟ (صرف نافرمانی نے)
- سیدنا نوح علیہ السلام کے دور میں روئے زمین کے تمام باشندوں کو کس چیز نے غرق کر دیا تھا؟ پانی اس قدر زمین پر چڑھ آیا کہ پہاڑ تک اس میں ڈوب گئے؟ (معصیات پر ہٹ دھرمی نے)
- قوم عاد پر سخت ترین آندھی کو کس چیز نے مسلط کر دیا تھا کہ وہ زمین پر (درختوں کی مانند لمبے قدوں والے) مردہ پڑے تھے؟ "گویا کہ وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہوں" (سورۃ الحاقۃ: ۶۹/۷) اس تیز چلنے والی آندھی نے (جہاں جہاں اس کا گزر ہوا) ان کے گھر بار' کھیت کھلیان اور حیوانات کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا حتیٰ کہ وہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن گئے (یہ اللہ تعالیٰ اور

اس کے نبیوں کی نافرمانیاں اور سرکشی ہی تھی کہ جس نے انہیں تباہ کر دیا)

- قوم ثمود پر سخت قسم کی چیخ کو کس نے بھیجا تھا؟ کہ اس چیخ نے ان کے جگروں کو سینوں کو پھاڑ کے رکھ دیا تھا؟ اس عذاب سے ان کا آخری آدمی تک موت کی وادی میں جا اترا۔
- وہ کون سی چیز تھی (یا وہ فعل) کہ جس نے قوم لوط کی بستیوں کو زمین سے اکھیڑ کر آسمان کے اتنا قریب کر دیا کہ فرشتوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آواز تک کو سن لیا؟ پھر ان بستیوں کو اٹھانے والوں نے زمین پر دے مارا۔ ان کے نچلے حصے کو اوپر اور اوپر والے کو نیچے کر دیا کہ اس سے سب ہلاک ہو گئے (یہ خلاف فطرت ان کی گندی عادات ہی تھیں جنھوں نے ان کا یہ حال کیا) ان بستیوں پر اوپر سے ایسے نشان زدہ پتھر برسائے گئے کہ جن پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اس قوم پر بہت سارے عذاب اور سزائیں جمع کر دی گئیں' کہ ان سے پہلے کسی قوم پر اتنے عذاب نہیں آئے تھے۔ اب بھی یہ ظالموں سے دور نہیں ہیں۔
- قوم شعیب پر سایوں کی مانند عذاب کے بادل کس بنا پر بھیجے گئے تھے؟ جب یہ بادل ان پر سایہ فگن ہو گئے تو انھوں نے قوم شعیب پر شعلہ بار' بھڑکتی آگ برسانا شروع کر دی۔
- فرعونِ موسیٰ اور اس کی قوم کو کس چیز نے سمندر میں غرق کر دیا تھا؟ پھر ان کی روحیں جہنم میں پھینک دی گئیں۔ چنانچہ جسم ہوئے غرق ہونے کو اور روحیں جلنے کو۔ (کہاں گئے وہ خدائی کے دعوے اور کمزور عباد اللہ پر جبر و استبداد کے دور؟)
- قارون کو اس کے گھر' مال اور اہل و عیال سمیت زمین میں کس نے دھنسا دیا؟ (اس کے مال پر غرور کرنے کے گناہ نے!) وہ کیا اسباب تھے کہ جن کی وجہ سے نوح علیہ السلام کے بعد بستیوں کی بستیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا گیا؟ (کہ آج ان کے جابجا کھنڈرات نظر آتے ہیں..... اللہ رب العالمین کی کھلی نافرمانی اور اس کی

وحدانیت کا مذاق انہیں لے ڈوبا) وہ کیا عوامل تھے کہ جنہوں نے صاحبِ یٰسین کی قوم کو چیخ کے ساتھ ہلاک کر دیا حتی کہ ان کا آخری آدمی تک لقمۂ اجل بن گیا۔

✿ اور وہ کیا سبب تھا کہ جس نے بنو اسرائیل (یہود) پر سخت لڑائی لڑنے والوں کی قوم مسلط کر دی؟ چنانچہ وہ علاقوں' شہروں میں پھیل گئے' مردوں کو انہوں نے قتل کر دیا' عورتوں اور بچوں کی انہوں نے خوب بے حرمتی کی (عزتوں کو تار تار کر دیا) گھروں کو جلا دیا اور اموال چھین کر لے گئے۔ (یہ ایرانی جرنیل بخت نصر تھا کہ جس کی فوجوں نے فلسطین میں یہود کی تباہی مچائی تھی اور بیت المقدس کو اس نے نقصان پہنچایا تھا۔ سو سال کے بعد کہ جب یہودی پھر طاقت ور ہو گئے۔ ان کی نفری بہت زیادہ ہو گئی اور پہلے کی طرح انہوں نے ارض اللہ پر پھر سرکشی شروع کر دی تو) اللہ تعالیٰ نے دوسری بار پھر اپنے بندے ان پر مسلط کر دیے۔ (کہ جب ان کے بادشاہ ہیرو ڈیس (Heyro Dais) نے ایک فاحشہ عورت کے مطالبے پر یحییٰ' (یوحنا) عیسیٰ اور زکریا علیہم السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا تو رومیوں نے بنو اسرائیل پر چڑھائی کر دی اور (ہزاروں یہودیوں کو قتل کر دیا۔ بے شمار ان کے بندے قیدی بنا لیے گئے)

جہاں تک ممکن ہوا انہیں ہلاک کیا اور جس چیز پر انہوں نے غلبہ پایا اسے تباہ کر دیا۔ (بیت المقدس کو دوسری بار پھر رومیوں نے ویران کر دیا اور بنو اسرائیل میں سے جو باقی بچے وہ قیصر روم کی رعیت بن کر رہے) وہ کیا معاملہ تھا کہ جس نے ان پر کئی طرح کے عذاب اور کئی اقسام کی سزائیں مسلط کر دی تھیں۔ کبھی قتل و غارت کے ذریعے کبھی بے حرمتی کے ذریعے' کبھی شہروں کی بربادی کے ساتھ' کبھی بادشاہوں کے ظلم و ستم کے ساتھ اور کبھی مسخ کرتے ہوئے انہیں بندر اور خنزیر بنا کر۔ بالآخر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھالی:

﴿ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ﴾ (سورة الاعراف: ۷/۱۶۷)

”اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے یہود کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ ان پر قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط کرے گا جو ان کو بڑی بری تکلیفیں دیتے رہیں گے۔“ [1]

آخری زمانے کے گناہگاروں کی نشانیاں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّيْنِ' أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ۔ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَبِيْ تَغْتَرُّوْنَ أَمْ عَلَيَّ تَجْتَرِئُوْنَ؟ فَبِيْ حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلٰى أُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا)) (جامع الترمذی' ابواب الزہد حدیث' نمبر ۲۴۰۴)

”آخر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین کے ساتھ دھوکا دیں گے۔ لوگوں کو دکھانے کی خاطر وہ (بظاہر) بھیڑ کا نرم لباس پہنیں گے۔ (مگر اندر سے وہ بھیڑیئے ہوں گے) ان کی زبانیں شکر سے بھی زیادہ میٹھی ہوں گی۔ مگر ان کے دل' بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”کیا میرے ساتھ دھوکا کرتے ہو؟ میرے ساتھ اتنی جرأت کرتے ہو؟ میں نے اپنی ذات کی قسم اٹھا

---

[1] یہود پر قیامت تک ذلت و خواری مسلط کر دی گئی ہے۔ ان کی تاریخ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ وہ ہر دور میں جہاں کہیں بھی رہے غلام اور محکوم بن کر۔ آئے دن ان پر ایسے حکمران مسلط ہوتے رہے جنھوں نے انھیں اپنے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنائے رکھا۔ جرمنی میں ہٹلر کا ان پر ظلم کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر کبھی کسی جگہ عارضی طور پر انہیں امن و امان نصیب ہوا بھی اور ان کی برائے نام کوئی حکومت قائم ہوئی بھی تو دوسروں کے بل بوتے پر۔ امریکہ اور برطانیہ' اسرائیل کی حمایت نہ کریں تو یہود کی حکومت یہاں فلسطین کے علاقے میں چار دن بھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہ رہ سکے۔ حالات بتلا رہے ہیں کہ یہودیوں کے حمائتیوں سمیت سب پر اللہ ذوالجلال کے عذاب کا کوڑا برسنے والا ہے۔ (ان شاء اللہ)

لی ہے کہ میں ان پر انہی میں سے آزمائش کے لیے کچھ لوگوں کو مسلط کر دوں گا کہ یہ آزمائش (فتنہ و فساد) ان میں بڑے سے بڑے بردبار شخص کو بھی پریشان کر کے رکھ دے گی۔" (جامع الترمذی' ابواب الزہد حدیث نمبر ۲۴۰۴)

آسمان کی چھت کے نیچے سب سے زیادہ شریر گناہگاروں کی نشانی

ابن ابی الدنیا نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ: علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں پر ایک دور آئے گا جب اسلام صرف رسمی طور پر اور قرآن صرف نام کا ہی باقی رہ جائے گا۔ اس دور کے مسلمانوں کی مسجدیں ہدایت نہ ہونے کی وجہ سے خراب اور آسمان کی چھت کے نیچے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ شر والے ان کے علماء ہوں گے۔ فتنے انہیں میں سے نکلیں گے اور انہیں میں پلٹ آئیں گے۔"

سود و زنا جیسے گناہ

سماک بن حرب نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ: "جب سود اور زنا کسی بستی میں عام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا حکم فرما دیتے ہیں۔"

ہلاکت خیز گناہوں کی نشانیاں

مراسیل الحسن میں ہے: "جب لوگ علم کا اظہار کرنے لگیں۔ (تکبر' فخر میں کہیں کہ ہم صاحب علم ہیں۔ لوگ انہیں' علامہ' فہامہ جیسے القاب سے پکارنے لگیں) اور عمل کو ضائع کر بیٹھیں۔ (بے عمل و بد عمل ہو جائیں) ایک دوسرے سے زبانی محبت کا اظہار کرنے لگیں۔ دلوں میں ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگیں اور (صلہ رحمی کی بجائے) ایک دوسرے سے قطع رحمی کرنے لگیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرتے ہیں۔ انہیں بہرا کر دیتے ہیں۔ (کہ انہیں حق بات سنائی نہیں دیتی۔ سچی بات پر کان ہی نہیں دھرتے) اور ان کی نظروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔ (کہ انہیں سچ نظر ہی نہیں آتا)

پانچ بری خصلتوں کے حامل گناہگاروں کی نشانیاں

سنن ابن ماجہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث

ہے کہ: "میں مہاجرین کی اس دس والی جماعت کا دسواں آدمی تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس (طلب علم کے لیے) رہتے تھے۔ آپؐ نے اپنی توجہ ہماری طرف مبذول کی اور فرمایا: "اے مہاجرین کی جماعت! پانچ انتہائی بری خصلتوں سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔

① کسی قوم میں فحاشی اس قدر غالب آ جائے کہ وہ اس کا اعلان کرنے لگیں..... مگر یوں ہو گا کہ انہیں ایسی وبائی امراض اور دکھوں والی اموات کے ساتھ مبتلا کر دیا جائے گا جو ان کے گذرے ہوئے لوگوں میں بھی نہ آئی ہوں گی۔ (جیسے آج کل ایڈز کا مرض)

② کسی قوم کا ناپ تول میں کمی کرنا...... مگر ہو گا یہ کہ انہیں قحط سالی' سخت قسم کی مشقت اور حاکم کے ظلم میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

③ کسی قوم نے اپنے زکاۃ کے اموال روکے ہوں گے..... کہ آسمان سے ان پر بارش کو روک لیا جائے گا اور اگر وہاں چوپائے نہ ہوں تو ان پر بارش کبھی نہ برسے۔

④ اور نہیں ہو گا کسی قوم کا عہد و پیمان کو توڑنا کہ..... اللہ تعالیٰ ان پر غیر دشمن کو مسلط کرے گا۔ وہ ان کے بعض اموال و افراد ان سے چھین لیں گے۔

⑤ اور اگر نہیں عمل کریں گے ان کے آئمہ اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے..... تو اللہ ذوالجلال ان کے درمیان لڑائی رکھ دیں گے۔ (وہ آپس میں خوب لڑیں جھگڑیں گے) اس حدیث کو ابن ماجہ نے (حدیث نمبر ۴۰۱۹) اور امام حاکم نے (۴/ ۵۴۰) میں روایت کیا ہے۔

گناہگاروں کی دوستی چاہنے والوں کی نشانی

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ' كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا! اِتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ' فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ' ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهُ

ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ أَكِيْلَهٗ وَ شَرِيْبَهٗ وَ قَعِيْدَهٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ۔ ثُمَّ قَالَ : "لُعِنَ الَّذِيْنَ..... اِلٰى قَوْلِه فَاسِقُوْنَ" (سورۃ المائدہ : ۷۸/ تا ۸۱) ثُمَّ قَالَ : "كَلَّا! وَاللّٰهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ لَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ الظَّالِمِ وَ لَتَأْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا وَ لَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا" أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ))[1]

"سب سے پہلا عیب جو بنی اسرائیل میں واقع ہوا یہ تھا کہ آدمی اپنے کسی بھائی میں کوئی گناہ دیکھتا تو اسے منع کرتا، کہتا: ارے او فلان! اللہ سے ڈر جا اور جو تو کرتا پھر رہا ہے اسے چھوڑ دے۔ یہ تیرے لیے جائز (حلال) نہیں ہے۔" پھر اس سے اس کی دوسرے دن ملاقات ہوتی تو بالکل منع نہ کرتا۔ اور یہ اس لیے کہ وہ اس کا ہم پیالہ وہم نوالہ اور ہم مجلس بننا چاہتا ہوتا تھا۔ جب انہوں نے اپنا معاملہ یوں کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کر دیئے۔ (جنہیں برائی سے نفرت ہونا چاہیئے تھی وہ برائیوں میں لت پت ہو گئے اور کیا عالم کیا جاہل، سب برابر ہو گئے) چنانچہ ان کے متعلق قرآن نے یوں کہا ہے:

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا

[1] شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "ضعیف سنن ابی داؤد" میں (ص ۳۵۴) پر ضعیف کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿ (سورۃ المائدہ: ۵/۷۸ تا ۸۱)

"بنو اسرائیل کے کفار پر عیسیٰ بن مریم اور داؤد علیہما السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ نافرمانی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے منع نہیں کرتے تھے جو وہ کرتے۔ بے شک بہت برا تھا جو وہ (یہ برائیوں سے منع نہ کرنے کا عمل) کرتے تھے۔ تم ان میں سے بہت زیادہ لوگوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ برا ہے جو انہوں نے (اپنے برے اعمال کے ساتھ) آگے بھیجا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور وہ (اسی وجہ سے) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ، اس کے نبی اور اس دین و شریعت پر جو ان کی طرف اتارا گیا، ایمان لے آتے تو انہیں (یعنی کفار و مشرکین کو) کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر بدکردار ہیں۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کہ آپؐ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے۔ سیدھے بیٹھتے ہوئے) فرمایا: "ہرگز نہیں اللہ کی قسم! (میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔) تم ضرور نیکیوں کا حکم دینا اور ضرور بضرور برائیوں سے منع کرتے رہنا اور تم ضرور ظالموں کے ہاتھ پکڑتے رہنا، ظالم کو حق کی طرف لازماً موڑ کے رکھنا۔ اور اسے تم حق پر ضرور ناقص جاننا۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملا دے گا اور تمہارے اوپر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اس نے ان پر (یہود و نصاریٰ پر) لعنت کی۔" (ابوداؤد۔ کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، جامع الترمذی حدیث نمبر ۳۰۴۷،۴۸)

(عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بعثت سے بہت پہلے کی بات ہے کہ) بنی اسرائیل کے کسی نبی نے (ایرانی جرنیل) بخت نصر سے (کہ جس نے یہود کا بہت زیادہ قتل عام کیا تھا) کہا:
"ہمارے ان برے اعمال کی وجہ سے جو ہمارے ہی ہاتھوں نے کمائے آپ نے ہمارے اوپر ایسے بندوں کو مسلط کر دیا ہے جو نہ ہمیں جانتے ہیں اور نہ ہی ہم پر رحم کھاتے

ہیں۔" تو بخت نصر نے دانیال نبی (علیہ التحیتہ و السلام) سے پوچھا: "مجھے کس چیز نے آپ کی قوم پر مسلط کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "میری قوم کے اپنے آپ پر ظلم نے اور تیری غلطیوں کے بڑا ہونے نے۔"

بدکار غالب اور مؤمن مغلوب ہو جائیں گے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

"خدشہ اس بات کا ہے کہ آباد بستیوں کو کہیں برباد نہ کر دیا جائے۔" پھر فرمایا کہ: "یہ اس وقت ہو گا جب ان بستیوں کے فاسق و فاجر (بد قماش اور بد معاش) لوگ' ان کے صالح افراد پر غالب آ جائیں گے اور قبیلوں کی قیادت ان میں سے منافقین کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔"

امام اوزاعی نے حسان بن عطیہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "مستقبل میں قریب ہی میری امت کے شریر لوگ' خیر والے (نیک) لوگوں پر غالب آ جائیں گے۔ اور جس طرح (آج یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں) ہمارے زمانے میں ہمارے اندر منافق چھپے پھرتے ہیں۔ (اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بتائے بغیر ان کا پتہ نہیں چلتا) اسی طرح (اس دور میں) ان کے اندر مؤمن مخفی ہو گا (اس کا پتہ نہ چلے گا)

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسی قوم کہ جس میں خطاکار' خطائیں کرتا پھرے اور اکثریت ان گناہگاروں سے اس قوم کی اور زیادہ عزت والوں کی ہو مگر وہ اس برائی کو نہ بدلیں' تو اس بات کا خدشہ ہے کہ ان سب پر اللہ کا عذاب آ جائے گا۔" (نیک اور بد کسی کو بھی نہ چھوڑے) (مسند احمد ۴/ ۳۶۱)

ہلاک کر دینے والے گناہ جنہیں حقیر سمجھا جاتا ہے

صحیح بخاری میں (تابعین کو مخاطب کرتے ہوئے) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ: "تم لوگ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں۔ مگر ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک

کر دینے والے اعمال میں شمار کرتے تھے۔" ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الحلیہ" میں ہے کہ ایک دن سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: "کیا یہود و نصاریٰ نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں، مگر بات یہ ہے کہ جب انہیں کسی بات کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اسے کرتے ہی نہیں، چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جب انہیں کسی بات سے روکا جاتا ہے تو اسے وہ کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح ان کا معاملہ یہاں تک آن پہنچا ہے کہ انہوں نے اپنے دین کو یوں اپنے آپ سے اتار دیا ہے جس طرح آدمی اپنی قمیص کو اتار پھینکتا ہے۔"

بعض اسلاف نے یہاں ایک بات کہی ہے: "معصیتیں کفر تک ٹھیک اس طرح پہنچا دیتی ہیں جس طرح بوس و کنار سے جماع کی، گانا سننے سے زنا کی، نظر سے عشق کی اور بیماری سے موت کی ڈاک پہنچتی ہے۔"

گناہوں کی نشانی دل پر

مسند امام احمد اور جامع ترمذی میں ابو صالح کی روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ مؤمن آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ، استغفار کر لے تو اس کا دل شفاف ہو جاتا ہے۔ اور گناہ زیادہ کرتا چلا جائے تو یہ سیاہ دھبہ بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک اس کا دل (باقی سارے جسم پر) غالب ہو جاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ "ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے بسبب اس کے جو وہ کمایا کرتے تھے۔" (المطففین: ۸۳/۱۴)۔[1]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے (اور یہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے) یہاں تک کہ اس کا دل میلے رنگ والی بکری کی طرح ہو جاتا ہے۔"

---

[1] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسنؒ صحیح کہا ہے۔ حدیث نمبر ۳۳۳۴۔

فصل

گناہوں کے نقصانات

معصیات کی انتہائی قبیح اور مذموم قسم کی نشانیاں ہوتی ہیں۔ جو دل اور بدن کے لیے دنیا اور آخرت میں انتہائی مضر ہوتی ہیں۔ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہوتا۔ (کہ یہ کیسے لگتی ہیں؟) ان میں سے کچھ کی تفصیل یوں ہے:

① علم سے محرومی

علم ایک نور ہے جو دل میں گھر کرتا ہے اور معصیت اس نور کو بجھا دیتی ہے۔ محمد بن ادریس الشافعی جب اپنے استاد امام مالک رحمہ اللہ کے پاس پڑھنے کے لیے بیٹھے اور انہیں پڑھ کر سنایا تو استاذ کو شاگرد کی کثرت ذہانت روشن ذکاوت اور فہم و ادراک کے کمال نے حیران کر دیا۔ امام صاحب نے ان سے کہا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر نور کا القاء کیا ہے' اسے گناہوں کے اندھیرے سے کہیں بجھا نہ لینا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بعد میں (دوسروں کو نصیحت کے لیے) اسی طرح کی بات یوں بیان کی:

شَكَوْتُ إِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِي

میں نے (اپنے استاذ) وکیع کے پاس اپنے برے (کمزور) حافظے کی شکایت کی۔ تو انہوں نے ترک معاصی کی طرف میری توجہ دلائی۔ (کہ اگر تم اپنی قوت حافظہ کو طاقتور بنانا چاہتے ہو تو گناہوں کو آج سے ہی ترک کر دو)

وَ قَالَ : إِعْلَمْ بِأَنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ
وَ فَضْلُ اللّٰهِ لَا يُؤْتَاهُ الْعَاصِيْ

اور فرمایا کہ: جان لو! علم ایک فضل ہے۔ اور اللہ کا فضل گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔

۲ رزق سے محرومی

مسند احمد میں ہے: "بلاشبہ آدمی کو گناہ کی وجہ سے کہ جو وہ کرتا ہے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔" (مسند احمد ۵/ ۲۷۷) جب کہ اللہ کا تقویٰ رزق کو کھینچ لانے کا سبب بنتا ہے۔ اور تقویٰ کو ترک کرنے سے غربت کھنچتی چلی آتی ہے۔ معصیات (گناہوں) کو جس قدر زیادہ چھوڑا جاتا ہے رزق اسی مقدار میں زیادہ آتا ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ اور گنہگار کے دل کے درمیان بے تعلقی کا پایا جانا

(رب تعالیٰ کی طرف عبادت و استغفار کے ذریعے رجوع' انسان کو معصیات سے دور کرتا ہے) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عبادات سے متعلق دل میں انقباض کو ضمیر کا جھنجوڑنا اور خبردار کرنا ہی ایک ایسا لذت آمیز عمل ہے کہ گناہوں کو ترک کرنے میں اس کا ہم پلہ کوئی اور (عمل) نہیں ہو سکتا۔ عقلمند آدمی ترک معاصی کے ساتھ شیطانی چنگل سے آزاد ہو جاتا ہے۔
ایک شخص نے کسی صالح آدمی کے پاس اپنے دل کی اس ویرانی کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: "جب تُو اس حالت میں ہو کہ گناہوں نے تجھے ویران کر کے تیرے دل کو وحشت میں مبتلا کر دیا ہو تو اس کیفیت کا ایک ہی حل ہے کہ تو (اپنے نفس پر ضبط کر کے) ان معاصی کو چھوڑ دے۔ (بالکل ترک کر دے) وحشت دور ہو جائے گی۔ اللہ مدد گار ہے۔

۴ گنہگار آدمی اور لوگوں کے درمیان بے تعلقی

خطاکار آدمی اپنے اور لوگوں کے درمیان ہمیشہ بے تعلقی محسوس کرتا ہے' خاص کر ان میں سے خیر و برکت والے لوگ۔ جیسے جیسے یہ بے تعلقی بڑھتی جاتی ہے اسی قدر وہ ان کی مجالس سے اور ان سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان سے برکت کا فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جاتا ہے' شیطان کی جماعت کے قریب ہو جاتا ہے اور

اسی قدر وہ حزب الرحمٰن (اللہ کے نیک بندوں) سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ بے تعلقی اور تنہائی یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ مستحکم ہو کر اس کے اور اس کے بیوی' بچوں اور عزیز و اقارب کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ حتی کہ اس کے اپنے اور اپنے نفس کے درمیان واقع ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ میں وحشت محسوس کرنے لگتا ہے۔ بعض اسلاف نے کہا ہے: "میں جب اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کا اثر اپنی بیوی اور اپنے چوپائے کے اخلاق میں دیکھتا ہوں۔" (کہ ان کا سلوک میرے ساتھ بدل جاتا ہے)

۵ معاملات کا دشوار ہو جانا خطاکار آدمی دنیا کے معاملات میں جدھر بھی متوجہ ہو اپنے آگے دروازے بند پاتا ہے یا کم از کم یہ ہوتا ہے کہ اس پر سب امور دشوار ہو جاتے ہیں۔ جب کہ اس کے مقابلے میں وہ شخص جو اللہ سے ڈر جائے (تقویٰ اختیار کرے) اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ اور جو تقویٰ کو چھوڑ بیٹھے اس کے کام اللہ تعالیٰ مشکل بنا دیتے ہیں۔ اللہ اکبر! کس قدر حیرانی کی بات ہے کہ آدمی پر خیر کے دروازے بند ہو رہے ہوں اور اس کی مصلحتیں مسدود کی جا رہی ہوں۔ مگر اسے اس بات کا ادراک بھی نہ ہو کہ یہ سب کچھ کیسے ہو رہا ہے؟ اور کہاں سے کیا جا رہا ہے؟۔

۶ گنہگار کے دل پر گھٹا ٹوپ اندھیرے کا چھا جانا حقیقت ہے کہ گنہگار آدمی اپنے دل میں ٹھیک اس طرح سے اندھیرا محسوس کرتا ہے جس طرح سے کہ تاریک رات ہو۔ اس کے دل کے لیے معصیت کا اندھیرا اسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح سے آنکھوں کا محسوس اندھیرا ہو۔ بلاشبہ اطاعت ایک نور ہے اور نافرمانی اندھیرا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "بے شک نیکی کی چہرے پر چمک' دل میں نور' رزق میں فراخی' بدن میں قوت اور مخلوق کے دلوں میں محبت ہوتی ہے۔ جب کہ برائی کی چہرے پر سیاہی (نحوست کا سایہ) دل اور قبر میں اندھیرا' جسم میں کمزوری' رزق میں کمی اور مخلوق کے دلوں میں حسد و بغض پیدا ہو جاتے ہیں۔"

﴿۷﴾ گناہ دل و جان کو کمزور کرتے ہیں

دل کی کمزوری کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔ بلکہ گناہ اسے کمزور کرتے ہی چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک بدن کا تعلق ہے؟ تو مؤمن کی طاقت اس کے دل سے متعلق ہوتی ہے۔ جس قدر اس کا دل طاقتور ہو گا اسی قدر اس کا جسم قوت والا ہو گا۔ البتہ فاجر (گنہگار' مجرم) آدمی اگرچہ جسمانی طور پر طاقتور کیوں نہ ہو مگر ضرورت کے وقت (لڑائی' بھڑائی کا موقع ہو تو) وہ بہت کمزور واقع ہوتا ہے۔ اس کی قوت کہ جس کا محتاج اس کا جسم زیادہ ہوتا ہے اس کی خیانت کرتی ہے۔ ذرا اھل فارس اور رومیوں کی قوت پر غور تو کیجئے کہ جسمانی طور پر وہ کس قدر طاقتور تھے۔ مگر ان کی طاقت نے انہیں کیسے دھوکہ دیا۔ حالانکہ وہ اس کے بہت زیادہ محتاج تھے۔ مقابلتاً اہل ایمان کے بدن کس قدر لاغر تھے۔ (مگر ان کے اصلاح نفس کی وجہ سے' اللہ نے غلبہ عطا فرمایا) دل ان کے مضبوط تھے۔

﴿۸﴾ اطاعت سے محرومی

اگر گناہوں کی اور کوئی بھی سزا نہ ہو سوائے اس کے کہ اسے (گنہگار کو) کسی ایک (نیکی کے کام میں) اطاعت سے روک دیا جائے تو یہ بہت بڑی ویرانی کا سبب ہو گی۔ اور یہ عدم اطاعت (نافرمانی) اسے ایک دوسری اطاعت سے محروم کر دیتی ہے کہ جو تیسری (نیکی) کا راستہ روک دیتی ہے۔ اور پھر چوتھی کا' پانچویں کا...... حتی کہ آدمی نیکیوں سے بالکل محروم ہو جاتا ہے۔ جب کہ ہر نیکی اس کے لیے دنیا و مافیھا سے بہتر تھی۔ گویا یہ تو اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے کوئی ایک ایسا لقمہ کھالیا کہ جس سے ایک لمبی بیماری لاحق ہو گئی اور اس ایک لقمے نے اسے بے شمار ان لقموں سے روک دیا کہ جو اس سے بہت زیادہ پاکیزہ تھے۔ و اللہ المستعان۔

﴿۹﴾ گنہگار کی عمر کا کم ہو جانا اور لازماً برکت کا ختم ہو جانا

جیسا کہ نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے اسی طرح برائی اسے کم کرتی ہے۔ اس مسئلے میں راز کی بات یہ ہے کہ بلاشبہ انسان کی

(دنیاوی) عمر اس کی زندگی کی مکمل مدت کا نام ہے (کہ جسے وہ بہر صورت پوری کرتا ہے) مگر اس کی زندگی وہی (حیات طیبہ) شمار ہو گی جو اس کے رب کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ گذرے اور اس کے ذکر' اس کی محبت اور اس کی رضا کے لیے قربان ہونے میں بسر ہو۔

﴿۱۰﴾ معصیات دیگر گناہوں کو پیدا کرتی ہیں

گناہ ایک دوسرے کو جنم دینے کا سبب بنتے ہیں۔ اور ان کا غلبہ انسان پر اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ پھر انہیں چھوڑنا اور ان کے حصار سے باہر نکلنا اس کے بس میں نہیں رہتا۔ بعض اسلاف کا فرمان ہے کہ: "برائی کی سزا یہ ہے کہ اس کے بعد ایک اور گناہ ہو۔ اور نیکی کے اجر کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد ایک اور نیکی (کی توفیق) مل جائے۔" چنانچہ بندہ جب کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو اس کے پہلو میں کھڑی ایک اور نیکی کہتی ہے کہ (اللہ کے بندے) مجھے بھی کر گزر۔ جب وہ اسے کر گذرتا ہے تو تیسری اسے یہی دعوت دیتی ہے' پھر چوتھی' پانچویں........ اور بے شمار نیکیاں اس سے ہوتی چلی جاتی ہیں اور نفع بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اطاعت و فرمان برداری اور عمل صالح میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ علی ھذا القیاس برائیوں اور گناہوں کا حال ہے کہ ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا اور پھر....... برائیوں کا ایک تسلسل بندھ جاتا ہے حتی کہ فرمان برداری' اعمال صالحہ اور معاصی آپس میں خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

﴿۱۱﴾ توبہ' استغفار سے دوری

یہ انسان کی بہت ہی خوفناک حالت ہوتی ہے کہ جس سے وہ دو چار ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت میں مبتلا ہونے کے بعد گناہ آدمی کے دل کو نہایت کمزور کر دیتے ہیں۔ اس میں نافرمانی کا ارادہ تقویت پکڑ لیتا ہے اور توبہ کا ارادہ تھوڑا تھوڑا کر کے کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ حتی کہ اس کے دل سے توبہ کا ارادہ مکمل طور پر صاف ہو جاتا ہے۔ اسی کیفیت کے دوران اگر اسے موت آ جائے تو وہ اللہ کی طرف کبھی (متوجہ ہو کر) توبہ کرنے والا نہیں ہوتا۔ کبھی کبھار اس کی زبان سے استغفار کے کلمات ادا بھی ہو جائیں تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کا دل

نافرمانی میں جکڑا ہوا، اس پر مصر، اور برائی کی گندگی پر واقع ہونے کے لیے عزم صمیم رکھنے والا ہوتا ہے۔ یہ تمام امراض سے بڑا مرض اور اس کی ہلاکت کے قریب کا حال ہوتا ہے۔

﴿۱۴﴾ دل سے برائی کو برا سمجھنے والی حالت کا ختم ہو جانا

(انسانی ضمیر اسے برائی کے متعلق جھنجوڑتا رہتا ہے اور گناہ اس کے دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔ مگر) جب اس کے دل سے برائی کو برا جاننے والا احساس ختم ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ یہ اس کی عادت بن جاتی ہے۔ پھر وہ اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ یہ بھی برا نہیں سمجھتا کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے اور اس کے متعلق باتیں کریں گے۔ ارباب فسوق (رندوں اور زانیوں) کے ہاں اسے لذت آشنائی کی انتہا کہتے ہیں۔[1] اور انہیں بے علم لوگوں کے سامنے ببانگ دھل بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: "ابے او فلاں! سن میں نے کیا کیا؟ (اور پھر اپنی برائیوں پر ڈینگیں مارنے لگتے ہیں) ایسے ہی وہ لوگ ہیں کہ جنہیں معاف نہیں کیا جائے گا اور ان پر توبہ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَ إِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَ قَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ كَذَا وَ قَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَ يُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ)) (صحيح البخاری، كتاب الادب حديث نمبر ۶۰۶۹ عن ابی هريرة رضی الله عنه)

"میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے ان کے جو گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والے ہیں۔ گناہوں کو سرعام کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی گناہ کا کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا

---

[1] جیسے آج کل کا یورپی معاشرہ) حتی کہ یہ لوگ معصیتوں پر فخر کرنے لگتے ہیں۔ (امریکی صدر کلنٹن پر بدکاریوں کے الزام اس کی شہرت کو وہاں کے خبیث معاشرے میں چار چاند لگا گئے۔

دیا ہوتا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے: "ارے او فلاں! میں نے رات کو یہ یہ برا کام کیا ہے۔" رات گذر گئی تھی اور اس کے رب نے اس پر پردہ ڈال رکھا تھا مگر جب صبح ہوئی تو وہ خود ہی پردے کو کھولنے لگا۔"

۱۳ ہر برائی امم سابقہ کی وہ میراث ہے کہ جس کی بنا پر اللہ نے انہیں ہلاک کیا

چنانچہ ہم جنس پرستی (اغلام بازی) قوم لوط کی، ناپ تول کا کم لین دین قوم شعیب کی، زمین میں فساد کی انتہا کو پہنچنا فرعون اور اس کی قوم کی، ظلم و ستم اور تکبر قوم ھود کی میراث ہیں۔ تو ہر گنہگار ان امم سوء کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہوتا ہے کہ جو خالصتاً اللہ کی دشمن تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يُعْبَدَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ، وَ جُعِلَ الذِّلَّةُ وَ الصِّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ وَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (مسند احمد ۲/ ۵۰)

"مجھے قیامت تک کے لیے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے (میرے بعد میری امت جہاد جاری رکھے گی) یہاں تک کہ ایک اللہ کی عبادت کی جانے لگے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرا رزق میرے نیزے کی انی کے نیچے (مال غنیمت کی صورت میں) رکھا گیا ہے۔ جو میرے دین کی مخالفت کرے گا ذلت و رسوائی اس کے مقدر میں کر دی گئی ہے اور جس کسی نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی (برائیوں میں) وہ بھی انہی میں سے ہو گا۔"

۱۴ گناہ کے سبب بندے کا اپنے رب کے ہاں حقیر ہونا اور اس کی نظروں سے گر جانا

امام حسن بصری رحمہ اللہ کا فرمان ہے: گنہگار اس قدر اللہ کے ہاں حقیر ہو گئے کہ انہوں نے کھلم کھلا نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اگر وہ معصیت کا ارتکاب نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں

اس سے بچا لیتا۔ اور جب بندہ اپنے رب کے نزدیک حقیر ہو جاتا ہے تو پھر اس کی کوئی بھی عزت نہیں کرتا۔ جیسے کہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ﴾ (سورۃ الحج: ۱۸/۲۲)

"اور جس شخص کو اللہ بے عزت (ذلیل) کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔"

اگرچہ لوگ اپنی ضرورتوں کی خاطر ظاہر میں اسے بڑا ہی کیوں نہ جانیں یا اس سے ڈر، خوف کی بنا پر، مگر وہ ان کے دلوں میں بہت حقیر اور بے عزت ہوتا ہے۔

﴿۱۵﴾ گناہ کا آدمی کی نظر میں چھوٹا ہونا

بندہ گناہ کرتا ہی چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی نظر میں (یعنی گناہ سے بچنا) ایک بے وقعت سی چیز بن کے رہ جاتا ہے اور اس کے دل میں وہ بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ یہی ہلاکت اور بربادی کی علامت ہے۔ جب گناہ بندے کی نظر میں معمولی سارہ جاتا ہے تو اللہ کے ہاں وہ بڑا ہو جاتا ہے۔

﴿۱۶﴾ گناہ کی شامت کے سبب عامۃ الناس اور حیوانات کو تکلیف پہنچنا

گناہوں کی شامتوں کے سبب اور ظلم کی وجہ سے گنہگار، پاپی آدمی کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی جل جاتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: "ظالم آدمی کے ظلم کی وجہ سے جل مرغی اپنے گھونسلے میں ہی مرجاتی ہے۔" امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: "جب سخت قسم کی قحط سالی ہو جائے اور بارش کو روک لیا جائے تو چوپائے (حیوانات) بنی آدم کے گنہگاروں پر لعنت کرنے لگتے ہیں۔ اور زبان حال سے کہتے ہیں: "یہ سب کچھ بنی آدم کی شامت اعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے۔" سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ: "زمین پر چلنے والے سب جاندار، زہریلے جانور حتی کہ بچھو اور شیر، گھبریلے تک زبان حال سے کہتے ہیں: "ہمیں بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے بارش سے محروم کر دیا گیا۔" پس گنہگار کو اس کے گناہ کی سزا تب تک کافی نہ ہو گی جب تک وہ بے گناہ کی لعنت سے بری نہ ہو

جائے۔

﴿۱۷﴾ نافرمانی لازماً ذلت کی وراثت چھوڑتی ہے

تمام قسم کی عزت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ﴾ (سورۂ فاطر: ۱۵/۳۵)

"جو شخص عزت کا طلب گار ہے تو (اسے جان لینا چاہیئے کہ) عزت سب کی سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔" (اور وہی دوسروں کو عزت دیتا ہے)

آدمی کو چاہیئے کہ عزت' اللہ کی اطاعت میں طلب کرے۔ اسے رب العالمین کی فرمان برداری کے سوا کہیں اور جگہ سے تلاش نہ کرے۔ سلف صالحین کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہوا کرتی تھی:

((اَللّٰهُمَّ أَعِزَّنِي بِطَاعَتِكَ وَلَا تُذِلَّنِي بِمَعْصِيَتِكَ))

"اے اللہ! اپنی اطاعت کے ساتھ مجھے عزت عطا فرما اور اپنی نافرمانی کے ساتھ مجھے ذلیل نہ کرنا۔"

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: "بد قماش قسم کے لوگوں کے پاس (دولت کی فراوانی کی وجہ سے) اگرچہ استھانوں پر کھر مارنے والے (پلے ہوئے طاقتور) خچر اور بہترین چال چلنے والے ترکی گھوڑے کیوں نہ بندھے ہوں' نافرمانی کی ذلت ان کے دلوں کو چھوڑ نہیں سکتی۔ (علی ھذا القیاس عصر حاضر میں قیمتی قسم کی گاڑیاں) اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہی ہے کہ جو اس کی فرمانی کرے گا اسے وہ ذلیل کر دے گا۔"

محدث زمان عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلہ کی وضاحت کرنے والے اشعار کچھ یوں ہیں:

رَأَيْتُ الذُّنُوْبَ تُمِيْتُ الْقُلُوْبَ
وَ قَدْ يُوْرِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا

میں نے گناہوں کو دیکھا کہ وہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور ان پر ہمیشگی ذلت و

رسوائی کی وراثت چھوڑتی ہے۔

وَ تَرْكُ الذُّنُوْبِ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ

وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

گناہوں کا ترک کر دینا دلوں کی حیات ہے۔ اور تیرے جی کے لیے ان گناہوں کی نافرمانی بہتر ہے۔

وَ هَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ

وَ أَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

دین کو ہمیشہ حاکموں، بادشاہوں، علماء سوء اور اس کے راہبوں، درویشوں نے خراب کیا ہے۔

﴿۱۸﴾ گناہوں کا عقل کو خراب کرنا

بلاشبہ عقل کو روشن کرنے کے لیے ایک نور ہوتا ہے اور نافرمانی بہر صورت عقل کے نور کو بجھا دیتی ہے۔ جب عقل کی روشنی بجھ جاتی ہے تو وہ ناقص اور کمزور ہو جاتی ہے۔ اسلاف میں سے کسی بزرگ نے کہا ہے: "جب بھی کسی نے اللہ کی نافرمانی کی تو اس کی عقل ماری گئی۔" اور یہ بالکل واضح ہے۔ اس لیے کہ اگر اس کی عقل برائی کے وقت حاضر ہوتی تو اسے گناہ کرنے سے روکتی، جب کہ عقل تو رب تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور وہ ہر وقت اس کی اطلاع میں رہتی ہے۔ اللہ کے فرشتے ہر وقت اس پر گواہ اور اس کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ قرآن اور ایمان کی نصیحت کرنے والا اسے دن کے اجالوں میں برائیوں سے منع بھی کرتا رہتا ہے۔ (اسی طرح رات کی تنہائیوں میں بھی خبردار کرنے والا، اس کا اپنا ضمیر اسے روکتا رہتا ہے) اور پھر یہ کہ کسی نافرمانی کے ساتھ دنیا و آخرت کی خیر جو اس سے چھوٹ گئی، عارضی لذت و سرور ہزار گنا ہو کر بھی اس کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ تو کیا عقل سلیم والا کوئی بندہ ان سب کے ساتھ (جو کچھ اوپر ذکر ہوا ہے) گناہ کو کم تر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو سزا کا مستحق سمجھنے کی جرأت کر سکتا ہے؟۔"

۱۹ گناہ جب زیادہ ہو جائیں تو گنہگار کے دل پر طبع ہو جاتے ہیں

جب کسی آدمی کے دل پر گناہ کثرت کی وجہ سے طبع کر دیئے جائیں تو وہ غافلین میں ہو جاتا ہے۔ (غافلین کا صراطِ مستقیم کی طرف پلٹنا محال ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (سورۃ المطففین: ۸۳/۱۴)

"دیکھو! یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں' ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔"

بعض سلف صالحین نے اس زنگ کے متعلق کہا ہے کہ یہ گناہ پر گناہ کرنے سے لگتا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "گناہ پر گناہ کرتے چلے جانے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔" کسی اور کا کہنا ہے کہ "جب لوگوں کے گناہ اور ان کی معصیتیں بہت زیادہ ہو گئیں تو انہوں نے ان کے دلوں کو گھیرے میں لے لیا۔" دراصل بات یہ ہے کہ معصیت سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے (شروع میں یہ زنگ ہلکا سا ہوتا ہے) اور جب نافرمانیاں بڑھ جاتی ہیں تو دل کا زنگ پختہ ہو جاتا ہے۔ پھر یہ زنگ ہر چیز پر غالب آ جاتا ہے حتی کہ آدمی کی طبیعت' دل پر تالا اور مہر بن جاتا ہے۔ اور دل ایک پردے اور غلاف میں لپٹ جاتا ہے۔ یہ حالت جب رشد و ہدایت کے بعد حاصل ہوتی ہے تو معاملہ الٹ ہو جاتا ہے۔ ہدایت کہ جو کبھی اس پر غالب تھی وہ نیچے اور بد بختی کہ جو کبھی نیچے تھی وہ اس پر غالب آ جاتی ہے۔ تو اس وقت اس کا دشمن (شیطان) اس پر غالب آ جاتا ہے اور اسے جدھر چاہتا ہے ہانکتا پھرتا ہے۔"

۲۰ گناہ رسول اللہ ﷺ کی لعنت کے نیچے

معصیتوں پر نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور جرائم کا معاملہ تو اس سے بھی بڑا ہے۔ مجرم لوگ تو آپ کی لعنت کے نیچے بالاولیٰ آتے ہیں۔ اور آپ نے یہ لعنت زمین کی نشاندہی کیے بغیر کی ہے۔ البتہ آپ نے ہم جنس پرستوں (اغلام بازی کرنے والوں) پر اور اس آدمی پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس زیب تن کرے' رشوت دلانے والے' لینے والے اور دینے والے پر لعنت کی ہے۔ ان کے

علاوہ دیگر قبیح افعال پر بھی آپؐ نے لعنت کی۔ تو اگر اس فعل میں صرف فاعل کی مرضی ہو (اور مفعول کی نہ ہو) تو اس کا شمار ان میں ہو جائے گا جن پر اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور اس کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْكَ))

﴿۲۱﴾ رسول اللہ ﷺ اور فرشتوں کی دعا سے محرومی

اللہ رب العالمین نے اپنے نبی (ﷺ) کو حکم دیا تھا کہ وہ اہل ایمان کے لیے (مردوں اور عورتوں سب کے لیے) اللہ سے مغفرت کی دعا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْئٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾ (سورة المومن (غافر): ۴۰/۷ تا ۹)

"جو لوگ عرش کو اٹھائے ہوئے اور جو اس کے گرداگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں (یعنی فرشتے) وہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور مؤمنوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب! انہیں ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ ان کے باپ دادا' ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی (جنتوں میں داخل فرما) بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اور انہیں تو گناہوں سے بچا کے رکھ۔ جسے تو

نے اس (قیامت والے) دن عذابوں سے بچا لیا بے شک تو نے اس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔"

﴿۴۲﴾ دل کے مادہ یعنی حیاء کا ختم ہو جانا

حیاء ہر خیر کا اصل ہے اور اس کا ختم ہو جانا ہر قسم کی خیر کا ختم ہونا ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ)) (صحیح مسلم، کتاب الایمان نمبر ۱۵۷)

"سب کی سب خیر حیاء ہے۔"

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِی فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ)) (صحیح بخاری۔ ۲ / ۵۱۵، و ابوداؤد۔ نمبر ۴۷۹۷)

"جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے سو کر۔" (تیرے لیے اب اللہ کی پکڑ ہی باقی رہ گئی ہے)

﴿۴۳﴾ گناہوں سے دل میں اللہ کی تعظیم کا ختم ہونا

گناہوں کی وجہ سے بندے کے دل میں اپنے رب کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہ لازمی بات ہے چاہے کوئی اس قباحت کو چاہتا ہو یا اس کا انکار کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا وقار بندے کے دل میں گھر کر چکا ہو تو وہ اس کی نافرمانیوں کی جرأت نہیں کرتا۔

﴿۴۴﴾ گناہ بندے کو اس کے رب کے ہاں بھلا دینے کا سبب بنتے ہیں

گناہوں کی وجہ سے بندہ اپنے رب کے ہاں ایک تو بھلا دیا جاتا ہے اور دوسرا اسے اپنے نفس امارہ اور شیطان کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جب آدمی اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو ایسی ہلاکت اور بربادی سے دوچار ہوتا ہے کہ جس سے کبھی بھی نجات کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوْا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ (سورة الحشر: ۱۷/۵۹، ۱۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل قیامت کے واسطے اس نے اعمال صالحہ کا کیا ذخیرہ (جمع کر کے) آگے بھیجا ہے؟ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا (وہ گناہوں میں غرق ہو کر رہ گئے) اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوا کرتے ہیں۔"

۲۵ نعمتوں سے محرومی اور سزاؤں کا ملنا

بندے سے ہر نعمت اس کے کسی نہ کسی گناہ کے سبب ہی چھنتی ہے۔ اسی طرح اسے جو سزا بھی ملتی ہے اس کے کسی گناہ کے سبب سے ہی۔ خلیفہ رابع سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: "ہر بلا کسی گناہ کے سبب نازل ہوتی ہے اور پھر ہرگز کوئی بلا نہیں اٹھائی جاتی مگر توبہ کے ساتھ ہی۔" اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ ﴾

(سورة الشورى: ۳۰/۴۲)

"تمہیں جو بھی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔" (مصیبتیں گناہوں کے کفارے کا سبب بن جاتی ہیں)

۲۶ گناہوں کی وجہ سے دل کا صحت و استقامت سے پھر جانا اور بیماری و تذبذب کا شکار ہونا

گناہ دل پر ٹھیک اس طرح سے اثر انداز ہوتے ہیں جس طرح بیماریاں جسموں پر۔ گناہوں سے دل ہمیشہ مریض رہتا ہے اور اسے دوائیاں شفا نہیں دیتیں کیونکہ اس کی

صحت روح کی غذا (اللہ کے ذکر) سے قائم رہتی ہے۔ گناہ تو دلوں کی بیماریاں ہیں اور ان کا علاج صرف اور صرف گناہوں کا چھوڑنا ہے۔ تمام سالکین الی اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ جب تک دل اپنے مولیٰ (اللہ رب العالمین) کے ساتھ مل نہیں جاتے اپنی مراد (جنت) کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور دل اتنی دیر تک اپنے اللہ سے جڑ ہی نہیں سکتے جب تک وہ صحیح سلامت نہ ہوں۔ اور اتنی دیر تک وہ صحیح سالم ہو نہیں سکتے جب تک ان کی بیماریاں علاج (اور دوا) میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ اور یہ تب تک ممکن ہی نہیں جب تک نفسانی خواہشات کی مخالفت نہیں کی جاتی۔ خواہشات ہی تو اصل میں اس کی بیماریاں ہیں اور ان کی شفا صرف اور صرف ان کی مخالفت ہے۔ اگر خواہشات کی بیماری دل میں جڑ پکڑ لے تو اسے موت سے ہمکنار کر دیتی ہے یا کم از کم اسے موت کے قریب کر دیتی ہے۔

بلاشبہ جس شخص نے اپنے نفس کو خواہشات سے روک کر رکھا جیسا کہ اس کے لیے جنت بہترین ٹھکانہ بنا' اسی طرح اس شخص کے لیے یہ دنیا عارضی جنت ثابت ہوئی جس نے نفسانی خواہشات کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ ان دونوں جنتوں کی کسی صورت میں بھی تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ جس طرح عارضی اور دائمی نعمتوں کے درمیان تفاوت ہے اسی طرح دونوں جہانوں کے درمیان بھی ہے۔ اس بات کی تصدیق ہر وہ دل کر سکتا ہے کہ جس کا واسطہ دونوں طرح کے متضاد معاملات سے رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کو نعمتوں اور جہنم کے اعتبار سے صرف آخرت کی زندگی تک محصور نہ سمجھنا۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴾ (الانفطار: ۸۲/ ۱۳)

"بلاشبہ نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بالتحقیق مجرم لوگ جہنم میں۔"

بلکہ وہ دنیاوی زندگی' عالم برزخ اور اور دارالقرار (اخروی زندگی) تینوں ادوار میں نیکو کار نعمتوں سے مالا مال (کہ ان میں سب سے بڑی نعمت اطمینان قلب ہے) اور بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے (کہ ان کے لیے دنیا میں سب سے بڑی سزا دل کی بے چینی اور بے سکونی ہے) اصل نعمت تو دل کا سکون ہے اور اصل عذاب دل کی بے سکونی دل کی

تنگی' غم' خوف اور ڈر سے بڑھ کر بھی کوئی عذاب ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اور' آخرت سے دل کے منہ موڑے رکھنے اور غیر اللہ کے ساتھ تعلقات بحال رکھنے سے بڑھ کر بھی کوئی اس کی ویرانی ہو گی؟۔

چنانچہ ہر اس عمل کے بدلے کہ جو انسان نے غیر اللہ کی محبت میں کیا اسے تین بار عذاب سے دو چار ہونا پڑے گا۔ ایک دفعہ اس دنیا میں کہ دنیا کے حصول سے پہلے (ذہنی کوفت کے ذریعے) اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ پھر جب اسے حاصل کر لیتا ہے تو اس کے چھن جانے' پوری طرح فائدہ حاصل نہ کر سکنے اور انواع و اقسام کے معارضات کے خوف کے ساتھ عذاب دیا جاتا ہے۔ اگر واقعتاً دنیا کی کوئی نعمت اس سے چھن جائے تو یہ بات آدمی کے لیے وبال جان بن جاتی ہے۔ یہ تو تھیں اس دنیا میں عذاب کی تین اقسام' جہاں تک عالم برزخ میں عذابوں کا تعلق ہے تو ان میں سے پہلا:

1. اسے دنیا کے فراق کا غم ہو گا کہ جس کی طرف اسے کبھی بھی پلٹ کر نہ جا سکنا ہو گا۔
2. دوسرا دکھ اس کا ان اخروی نعمتوں سے دوری کا ہو گا کہ جن کے خلاف وہ دنیا میں مشغول رہا ہو گا۔
3. اس کا تیسرا غم اللہ رب العالمین سے پردے کا ہو گا کہ اپنے رب کو وہ کبھی نہ دیکھ سکے گا۔ مستزاد حسرت کا غم کہ جو دلوں کو کاٹ کر رکھ دینے والی ہے۔ (بندہ کہے گا اے کاش! میں نے ایسا نہ کیا ہوتا اور اے کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی بات کو مان لیا ہوتا)

چنانچہ دکھ' غم' درد اور حسرتیں ان کے جسموں میں ٹھیک اس طرح کام کریں گی جس طرح حلق کو کانٹا بنا دینے والی شدید قسم کی پیاس اور کوئی عادت بدن میں اثر انداز ہوتی ہے۔ بلکہ یہ چیزیں ان کے نفسوں کے ساتھ ہمیشہ کے لیے چمٹ کر رہ جائیں گی۔ اس وقت یہ عذاب ایک اور نوع میں تبدیل ہو جائے گا کہ جو زیادہ تکلیف دہ اور جان لیوا ہو گا (مگر جان نکل نہ سکے گی) کہاں یہ بد بختیاں اور........

دوسری جانب بندے کا اپنے رب سے ملاقات کرنے کا اشتیاق' اس کی محبت کا سکون اور اس کے ذکر کا اطمینان کہ جن کے ساتھ اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ بوقت نزع وہ رب کریم کی ان نعمتوں کی وجہ سے خوش ہو جاتا ہے۔ پہلے طبقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ (جن لوگوں نے اپنے رب سے لو لگا رکھی ہے) انہوں نے دنیا سے کیا کمایا؟ دنیاوی عیش و عشرت کی لذت چکھے بغیر ہی دنیا سے چلے گئے؟ جب کہ اللہ والے عالم برزخ میں انہیں یوں جواب دیتے ہیں: "اگر بادشاہوں اور شہزادوں کو اس عیش والی زندگی کے متعلق خبر مل جائے کہ جو اللہ نے ہمیں عطا کی ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے وہ ہم سے ضرور جھگڑا کریں۔" گنہگار طبقہ کہتا ہے: "دنیا میں بھی جنت ہے۔ جو اس میں داخل نہیں ہوا اسے آخرت کی جنت بھی نہیں ملے گی۔"

اس عارضی جنت پر ریجھ جانے والے اے بد نصیب!........

کہ جس نے کوڑیوں کے مول اپنا آخرت کا نہایت قیمتی حصہ بیچ ڈالا اور اس عہد و پیمان میں مکمل غبن سے کام لینے والے!........ اگر تجھے اس مال (جنت) کی قیمت معلوم نہیں تو اس کے اصلی خریداروں (ایمان و تقویٰ اور زہد و ورع کی بنیاد پر اپنی جانوں کے بدلے رب العالمین کی جنتوں کا سودا کرنے والوں) سے اس کی قدر و قیمت تو ذرا معلوم کر؟........ تیرے پاس (جان اور مال کی جو پونجی ہے اور وہ بھی تجھ کو رب کائنات کی طرف سے عطا کردہ ہے) اس سامان کا اللہ خریدار ہے کہ جس کی قیمت اس نے جنت الماویٰ رکھی ہے........ تیرے اور تیرے رب کے درمیان یہ سودا کروانے والا اللہ کا سفیر' اس کا سچا رسول ہے (ﷺ) کہ جس کے ہاتھ پر تیری بیع و شراء ہو رہی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی ضامن ہو گا؟ اس لیے بے فکر ہو کر تو یہ سودا کر لے۔

اختتام

یہ ہے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "گناہوں کی نشانیاں اور اسکے مضرات و نقصانات" کہ جو اس وقت پورے خطرات اور شدید اثرات کے ساتھ پورے مسلمان معاشرے اور امت اسلامیہ پر چھا چکے ہیں۔ امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نہایت مناسب' نفیس اور قیمتی ہے۔ اس پر مکمل غور و فکر کی ضرورت ہے اور عمل کے میدان میں جو اسکا مقام ہے وہ دیا جانا چاہیئے۔ ایسی نصیحتوں اور پُر مغز کلام کی کیا جوان اور بوڑھے' سب کو ضرورت ہے کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر اسکا حق ادا کریں۔ تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ دلوں کی اصلاح کر دے اور ان سے تمام عیوب مٹا دے۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

آخر میں ہم اللہ ذوالجلال سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے' ہماری کوتاہیوں تمام قسم کی لغزشوں اور خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ اپنی خاص رحمت کے ساتھ ہم پر رحم فرمائے۔ ہم صرف اس سے ہی سوال کرتے ہیں کیونکہ وہ معزز و سخی اور عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ رب العالمین ہمیں ان میں سے کر دے کہ جنھوں نے اپنی خواہشات پر اس کی محبت اور رضا کو غالب کر دیا اور اس چیز کے ساتھ انہوں نے اس کے تقرب اور رضا کی جستجو کی۔ اس اللہ سے ہم اس بات کا سوال بھی کرتے ہیں کہ وہ ہمارا یہ عمل اپنے لیے خالص کر لے اور اسے قبولیت عطا فرمائے۔ ﴿ اَللّٰھُمَّ آمین ﴾

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ وَ مَن تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

رسالہ ھذا کی تصحیح و تنقیح کرنے والا
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن یوسف الرحمہ
(ابو وداعہ الآثری)
مدینہ منورہ بروز جمعرات ۲۴/ الاول ۱۴۱۳ھ

المترجم
ابو یحیٰی محمد زکریا زاہد
لاہور۔ پاکستان
۱۴/ رمضان/ ۱۴۲۲ھ

دارالابلاغ کی دیگر کتب

(۱) غازیان صف شکن — مصنف : محمد طاہر نقاش — قیمت : ۲۰۰ روپے

مقبوضہ کشمیر میں مظلوم مسلمانوں کی مدد اور انڈین فوج کے پرخچے اڑانے والے 'غازیان صف شکن کی دلوں کو گرما دینے والی جہادی داستانیں' معرکے اور انڈین فوج پر جھپٹنے کے دلاورانہ انداز

....

(۲) ہم دعوت کا کام کیسے کریں؟ — مصنف : عبدالبدیع صقر — قیمت: ۶۴ روپے

نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش

جہاد کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اور محاذوں پر دعوت دین کا کام کرنے والوں کے لیے منفرد رہنمائی اور لائحہ عمل

....

(۳) بچوں کی تربیت کیسے کریں؟ — مصنف : سراج الدین ندوی

نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش — قیمت : ۱۲۰ روپے

قرآن و حدیث طب و حکمت اور جدید سائنس کی روشنی میں اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے خواہشمند والدین کے لیے ایک نادر و نایاب تحفہ۔

....

(۴) سپنوں کا شہزادہ۔ — مصنف : محمد طاہر نقاش — قیمت : ۱۰۰ روپے

ٹیلی فون کے ذریعہ گمراہ ہونے والی مسلم دوشیزاؤں کی عبرتناک داستانیں اور جدید الحادی تہذیب سے متاثر ہو کر ٹیلی فون کا غیر شرعی استعمال کرنے والوں کا خوفناک انجام اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بھرپور رہنمائی

....

(۵) ایوبی کی یلغاریں — مصنف : محمد طاہر نقاش — قیمت : ۴۴ روپے

زندگی کے آخری ۶ سالوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی صلیبیوں پر تباہ کن جہادی

یلغاروں کی خون گرما دینے والی جہادی منظر کشی اور نادر و نایاب تصاویر کا جہادی البم' جو جہاد کی کہانی تصاویر کی زبانی سنا رہا ہے۔

....

(۶) تحفہ برائے خواتین مصنف : ڈاکٹر صالح بن فوزان

نظر ثانی و اضافہ : روبینہ نقاش قیمت : ۷۰ روپے

ان خواتینِ اسلام کے لیے ایک بہترین تحفہ جو اپنی عبادات میں ہونے والی کسی بھی کمی کوتاہی سے بچ کر اپنی عبادات کو مکمل طور پر قرآن و سنت کے مطابق بنانا چاہتی ہیں اور اس کتاب میں خواتین کے میک اپ کے مسائل سے لے کر جنازے کے مسائل تک کی مکمل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اور خاتونِ اسلام کے وہ تمام مسائل جو مردوں سے ہٹ کر صرف خواتین سے مخصوص ہیں' کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔

....

(۷) جنت کی تلاش میں مصنف : عبداللہ بن علی الجعیشن

نظر ثانی و اضافہ : محمد طاہر نقاش قیمت : ۵۰ روپے

صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت شدہ ایسے بابرکت اعمال جو کہ انسان کو لازمی طور پر جنت میں لے جاتے ہیں۔ جنت کے متلاشیوں کے لیے رہنما کتاب۔

....

(۸) اصلاحِ عقیدہ مولف : فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو

ترجمہ و نظر ثانی : محمد طاہر نقاش قیمت : ۱۰ روپے

جنت میں داخلہ کے لیے عقیدہ کا خالص قرآن و سنت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اور عقیدہ کی اصلاح و درستگی کے لیے یہ پوری دنیا میں مشہور کتاب ہے' جو پاکٹ سائز ہونے کے باوجود اپنے مضمون کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔

....

(۹) بدعات سے دامن بچایئے مولف : شاہ اسماعیل شہیدؒ

اعداد و اضافہ : محمد طاہر نقاش قیمت : ۳۰ روپے

بدعات کی پرخار راہوں سے اپنے دامن کو بچانے اور سنت مطہرہ کے پھولوں اور کلیوں سے

اپنے دامن کو معطر کرنے اور بھرنے کے لیے منفرد کتاب ہے' کہ جس کو تسہیل کے بعد ڈیڑھ سو سال پرانی زبان سے جدید اسلوب زبان میں ڈھال کر دارالابلاغ نے قارئین کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

....

(۱۰) میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟ مصنف : عبدالرؤف الحناوی

مترجم : سلیم اللہ زماں نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش قیمت : ۳۶روپے

نماز سے غافل مسلمانوں کے لیے ایک تازیانہ اور نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے ایک تحفہ کہ جوان کو نماز پڑھنے پر آمادہ کر کے مسجد میں لے آنے کا باعث بنتا ہے۔

....

(۱۱) گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات مصنف : امام ابن قیم الجوزیہ

مترجم : ابو یحیٰی محمد زکریا زاہد قیمت : ۳۶روپے

گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے افراد کو پہچان کروائی گئی ہے کہ گناہوں کی نشانیاں کیا ہیں اور ان کے دنیاوی اور اُخروی نقصانات کیا ہیں؟ اور آپ نے ان گناہوں سے کیسے بچنا ہے!

....

(۱۲) مجالسِ خواتین مصنف : بن مرزا عالم

ترجمہ : حافظ خبیب احمد سلیم نظر ثانی واضافہ : روبینہ نقاش قیمت : ۲۸روپے

خواتین کی موزوں اور غیر موزوں مجالس جو وہ روزمرہ زندگی میں برپا کرتی ہیں' کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کہ ان کو کس قسم کی مجلسیں اختیار کرنی چاہئیں اور کس قسم کی مجلسوں سے اپنے دامن کو بچا کے رکھنا چاہیے۔

....
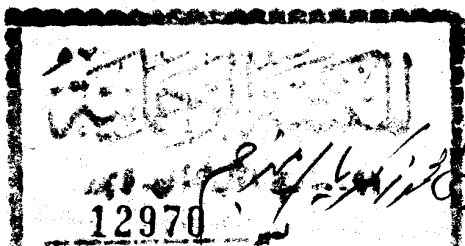
گُناہوں کی نشانیاں

جس فعل کے ارتکاب پر ہاتھ کپکپائیں... قدم لڑکھڑائیں... آنکھیں شرمائیں... طبیعت شرمندگی اور ندامت محسوس کرے... دل گھبرائے... خوف وگھبراہٹ طاری ہو... ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں... کہیں کوئی مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھ نہ لے... بس یہی ''گناہ'' ہے۔ کہ جس کے متعلق لوگوں کے مطلع ہونے سے یہ انسان ڈرتا ہے۔ لیکن کچھ ایسے بدنصیب لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جو مسلسل گناہ ومعاصی کے ارتکاب کے نتیجے میں گناہوں کے اس قدر رسیا، عادی اور دلدادہ ہو چکے ہوتے ہیں... گناہوں کی دلدل میں اس قدر دھنس چکے ہوتے ہیں... گناہوں کے سمندر میں اس طرح غرق ہو چکے ہوتے ہیں... اور گناہوں کے بھنور میں اس بری طرح گردش کر رہے ہوتے ہیں ... کہ گناہوں کے ارتکاب کے وقت ان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ فعل گناہ کے زمرے میں آتا ہے' یعنی ان کا ضمیر مر چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ دنیاوی آسائشوں، عیاشیوں اور رنگینیوں کے حصول کی خاطر گناہ پر گناہ کئے چلے جاتے ہیں۔ یوں وہ آخرت میں ناکامی ونامرادی، تباہی وبربادی اور ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں اکٹھا کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے ہی نادان بھائیوں کے لیے یہ کتاب ''گناہوں کی نشانیاں اور ان انکے نقصانات'' ہے۔ جس میں گناہوں کی نشانیاں اور علامات کو واضح طور پر کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جن گناہوں کو ہم حقیر اور چھوٹا سمجھتے ہیں۔ انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتے... آخرت میں ان کے کس قدر ہلاکت خیز نقصانات ہیں کہ جو نادان انسان کو ہمیشہ کیلئے جہنم کا ایندھن بنانے کا باعث بنتے ہیں۔ جب کسی آدمی کو امتحان گاہ میں بیٹھنے سے قبل یہ پتہ چل جائے کہ پرچہ میں فلاں فلاں سوالات آئیں گے تو وہ خوب اچھی طرح تیاری کرے گا اور ان امور سے ہر طریقہ اختیار کرتے ہوئے بچے گا کہ جو اس کے نمبروں میں کمی کا سبب یا پرچہ میں ناکامی کا باعث بنیں گے۔

اس طریقہ کو اپنا کر یقیناً کامیابی وکامرانی اس کے قدم چومے گی۔ تو یہ کتاب بھی انسان کو امتحان والے دن اپنے رب کریم کے سامنے کھڑا ہو کر سوالوں کا جواب دینے سے قبل ہی یہ لائحہ عمل، نصب العین اور طریقہ کار بتا رہی ہے کہ اس نے گناہوں سے کس طرح بچنا ہے اور اُخروی نقصانات وناکامی سے بچتے ہوئے کسطرح کامیابی حاصل کرنی ہے۔

دَارُالابلاغ

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتابُ وسُنّتُ کی اشاعتُ کا مثالی ادارہ